ماہنامہ

صدائے شبلی

حیدرآباد

جنوری January 2025

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad
ISSN: 2581-9216

کرلیں اچھا کام کوئی جب ہمیں موقع ملے
ہاتھ سے موقع نکل جائے کہیں ایسا نہ ہو

زیر تعمیر عمارت مجوزہ نقشہ
شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

ایڈیٹر مولانا ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

قیمت: -/20 روپے

www.shibliinternational.com

ماہنامہ حیدرآباد

صدائے شبلی

Monthly Hyderabad

SADA E SHIBLI

جنوری Jan 2025 جلد: Vol: 7 شمارہ: Issue: 83

ISSN: 2581-9216

مدیر:

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

نائب مدیران:

ڈاکٹر عبدالقدوس

ڈاکٹر سراج احمد انصاری

ابوہریرہ یوسفی

قیمت فی شمارہ:	20/-
سالانہ:	220/-
رجسٹرڈ ڈاک:	350/-
بیرونی ممالک:	50/- امریکی ڈالر
خصوصی تعاون:	2000/-

SADA E SHIBLI
A/c: 1327102000023922
Ifsc: IBKL0001327
IDBI Bank: CHARMINAR HYD, T.S

Email: sadaeshibli@gmail.com

Mob: 9392533661 - 8317692718

ماہنامہ "صدائے شبلی" حیدرآباد میں مقالہ نگاران سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

مجلس مشاورت:

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی۔ پروفیسر مظفر علی شہ میری

پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ پروفیسر ابوالکلام

پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی۔ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی

مفتی محمد فاروق قاسمی۔ مولانا ارشاد الحق مدنی

ڈاکٹر نادر المسدوسی۔ الحاج سید عظمت اللہ بیابانی

مولانا محمد مساعد ہلال احیائی۔ اعجاز علی قریشی ایڈوکیٹ۔ محمد سلمان انجینئر

مجلس ادارت:

ڈاکٹر محمد رفیق۔ ڈاکٹر حمران احمد۔ ڈاکٹر ناظم علی

ڈاکٹر مختار احمد فردین۔ ڈاکٹر غوثیہ بانو

ڈاکٹر سید امام حبیب قادری۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی

ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ ڈاکٹر صالحہ صدیقی۔ ڈاکٹر نوری خاتون

ڈاکٹر فاروق احمد بھٹ۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

ڈاکٹر آصف لئیق ندوی۔ ڈاکٹر مظفر علی ساجد۔

مولانا عبدالوحید ندوی۔ مولانا احمد نور عینی

ابوہریرہ ایوبی۔ محسن خان

ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف حیدرآباد کی عدالت میں ہوگی

محمد محامد ہلال (اونر، پبلشر، پرنٹر، ایڈیٹر) نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر حیدرآباد تلنگانہ سے شائع کیا

خط و کتابت کا پتہ

MOHD MUHAMID HILAL #17-6-352,
B1, 2nd Floor,Bafana Complex,
Dabirpura Road, Purani Haveli,
Hyderabad- 500023. T.S

فہرست مضامین

۱	**اپنی بات**	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۵
۲	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانیؒ	۶
۳	صدّیقیت یا قُرب (احسان)	مولوی حبیب الرحمٰن	۷
۴	نیکیوں کا موسم بہار: رمضان المبارک کی منصوبہ بندی، کیوں اور کیسے؟	مفتی امداد الحق بختیار قاسمی	۱۰
۵	ماہ رمضان اور نظام عمل!	مفتی محمد زاہد ناصری القاسمی	۱۴
۶	استقبال رمضان اور رمضان میں کیا کرنا چاہیے	مفتی حسین احمد حسامی	۱۶
۷	**ماہِ رمضان المبارک**	عاشق اناوی	۲۰
۸	سنسکرت سے اردو زبان کے تراجم	ڈاکٹر فریدہ تبسم	۲۱
۹	**غزل**	حافظ وقاری ولی محمد زاہد ہریانوی	۲۳
۱۰	پری ناز اور پرندے-ایک تنقیدی مطالعہ (ساتویں اور آخری قسط)	ڈاکٹر ناظر حسین خان	۲۴
۱۱	**غزل**	شائستہ مفتی	۲۹
۱۲	اولاد کے لیے ''ایک باپ'' کی چھپی محبت	ایس۔ ایم۔ عارف حسین	۳۰
۱۳	**غزل**	ڈاکٹر شائلہ آفریں نظر	۳۲
۱۴	رمضان-سمندر کے اُس پار	سید عظمت اللہ بیابانی	۳۳
۱۵	**غزل**	عاطف جاوید عاطف	۳۴
۱۶	ڈاکٹر تابش مہدی (1951ء-2025ء): مختصر سوانحی خاکہ	سید علقمہ عرشی	۳۵
۱۷	**رمضان مبارک**	اقبال درد	۳۸
۱۸	جلسہ تکمیلِ حفظ قرآن مجید، دستار بندی اور فروغِ تعلیم سے علماء کا خطاب	ادارہ	۳۹
۱۹	کتابوں کی رسم اجراء پر تاثرات	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۴۱

ماہنامہ ''صدائے شبلی'' کے خصوصی معاونین

جناب **ابوسفیان اعظمی**، مقیم حال ممبئی

جناب **محمد یوسف** بن الحاج محمد منیر الدین عرف ولی مرحوم، حیدرآباد

مفتی **محمد فاروق قاسمی**، صدر علماء کونسل وجے واڑہ، آندھرا پردیش

الحاج **سید عظمت اللہ بیابانی**، وجے نگر کالونی، حیدرآباد

مولانا **منصور احمد قاسمی**، معین آباد، تلنگانہ

الحاج **رئیس احمد اقبال**، انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی، حیدرآباد

الحاج **محمد زکریا انجینئر** (داماد استاذ الاساتذہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ)

ڈاکٹر **شہباز احمد**، پروفیسر گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج چارمینار، حیدرآباد

مولانا **محمد عبدالقادر سعود**، نائس جوس سینٹر سکندرآباد، حیدرآباد

الحاج **محمد قمرالدین**، نبیل کالونی بارکس حیدرآباد

الحاج **محمد عبدالکریم**، صدر مسجد اشرف کریم کشن باغ، حیدرآباد

اپنی بات

ہمارا یہ شمارہ جب آپ کے ہاتھوں میں ہوگا تو آپ اس وقت رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں سے گزر رہے ہوں گے، ہمیں چاہیے کہ ہم روزہ کے مقاصد کو پہچانیں اور اپنی زندگی پر اس کے اثرات مرتب کریں، امام غزالیؒ لکھتے ہیں:

”روزہ کا مقصد یہ ہے کہ آدمی اخلاق الٰہیہ میں سے ایک اخلاق کا پرتو اپنے اندر پیدا کرے جس کو صمدیت کہتے ہیں، وہ امکانی حد تک فرشتوں کی تقلید کرتے ہوئے خواہشات سے دست کش ہوجائے، اس لیے کہ فرشتے بھی خواہشات سے پاک ہیں اور انسان کا مرتبہ بھی بہائم سے بلند ہے، نیز خواہشات کے مقابلہ کے لیے عقل وتمیز کی روشنی عطا کی گئی ہے؛ البتہ وہ فرشتوں سے اس لحاظ سے کم تر ہے کہ خواہشات اکثر اس پر غلبہ پالیتی ہیں اور اس کو ان سے آزاد ہونے کے لیے سخت مجاہدہ کرنا پڑتا ہے؛ چنانچہ جب وہ اپنی خواہشات کی رو میں بہنے لگتا ہے تو اسفل سافلین تک جا پہونچتا ہے اور جانوروں کے ریوڑ سے جاملتا ہے، اور جب اپنی خواہشات پر غالب آتا ہے تو اعلیٰ علیین اور فرشتوں کے آفاق تک پہنچ جاتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ا ص ۲۱۲)

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت، تیسرا نجات عن النار ہے۔ اللہ ہم سب کو رحمت، مغفرت اور نجات عطا کرے آمین۔ رمضان المبارک انفرادیت کے ساتھ اجتماعیت پر بھی زور دیتا ہے کہ ہم عزیزوں، پڑوسیوں اور غریبوں کا خاص خیال کریں، رمضان المبارک کو قرآن مجید سے خاص نسبت حاصل ہے، قرآن مجید کا اعزاز رمضان کی وجہ سے ہے اور رمضان المبارک کا اعزاز قرآن کی وجہ سے ہے۔

قرآن مجید ایک ایسا نسخۂ کیمیا ہے کہ اس میں ہمارے لیے تمام برائیوں کا علاج موجود ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت، ترجمہ، تفہیم اور اس کی نشرواشاعت کی ہر ممکنہ تگ ودو کریں، کیوں کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں کامیاب اور ناکام تجربوں کو بیان کیا ہے، کامیاب ہونے والے لوگوں نے کن راہوں کا انتخاب کیا اور اس پر ثابت قدمی سے جمے رہے تو اللہ نے انھیں سربلندی عطا فرمائی۔ ناکام لوگوں کے پاس دنیا کے وسیع وسائل تھے مگر ان لوگوں نے غرور، تکبر اور خدا سے چیلنج کیا تو انھیں اس دنیا میں سارے وسائل کے باوجود بھی قہر خداوندی کا شکار ہونا پڑا اور ناکامی کا منھ دیکھنا پڑا۔ اللہ ہم سب کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دے آمین۔

رمضان المبارک میں عام طور پر مسلمان اپنی زکوٰۃ نکالتے ہیں، زکوٰۃ نکالنے والے کو چاہیے کہ سب سے پہلے وہ اپنے عزیزوں، پڑوسیوں کا خیال رکھے، زکوٰۃ کو صحیح جگہ پر خرچ کرنا دینے والے پر بھی اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، مدارس اسلامیہ کا سماج ومعاشرہ سازی میں بڑا کردار ہے، ان پر خرچ کرنے سے تربیت اور تعلیم دونوں کا وجود ہوتا ہے جس کی وجہ سے زکوٰۃ کا اثر دیرپا ہوگا۔ اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے آمین۔

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد کے زیر انتظام مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادیٔ عمر شاہین نگر حیدرآباد اقامتی وغیر اقامتی چل رہا ہے، مختصر مدت میں اس کی خدمات مثالی ہے، اس وجہ سے آنجناب سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ادارہ کو دعاؤں میں یاد رکھیں اور ممکنہ حد تک تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

محمد محامد ہلال اعظمی

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شبلی نعمانیؒ

ازواجِ مطہرات

حضرت خدیجہؓ

سلسلۂ نسب یہ ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسعد بن عبد العزیٰ بن قصی، قصی پر پہنچ کر ان کا خاندان رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے مل جاتا ہے، آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے وہ طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں، ان کی والدہ فاطمہ بنت زائدہ تھیں، ان کے والد اپنے قبیلہ میں ممتاز تھے، مکہ میں آکر سکونت اختیار کی اور بنو عبد الدار کے حلیف بنے، عامر بن لوی کے خاندان میں فاطمہ بنت زائدہ سے نکاح کیا، ان کے بطن سے حضرت خدیجہؓ پیداء ہوئیں، ان کی پہلی شادی ابو ہالہ ابن زرارہ تمیمی سے ہوئی، ان سے دو لڑکے پیدا ہوئے، ایک کا نام ہند تھا اور دوسرے کا حارث، ابو ہالہ کے انتقال کے بعد عتیق بن عایذ مخزومی کے عقدِ نکاح میں آئیں، ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی، اس کا نام بھی ہند تھا، اسی بنا پر حضرت خدیجہؓ ام ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں، ہند نے اول اسلام قبول کیا، آنحضرت ﷺ کا مفصل حلیہ ان ہی کی روایت سے منقول ہے، نہایت فصیح و بلیغ تھے، حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ میں شریک تھے اور شہید ہوئے۔

عتیق کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ رسول اللہؐ کے عقدِ نکاح میں آئیں، جس کے مفصل حالات گذر چکے، آنحضرت ﷺ سے چھ اولادیں ہوئیں، دو صاحب زادے کہ دونوں بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحب زادیاں، حضرت فاطمہ زہراؓ، حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثومؓ، ان سب کے حالات آگے آئیں گے۔

حضرت خدیجہؓ کی ایک بہن ہالہ تھیں، وہ اسلام لائیں اور حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد تک زندہ رہیں۔

حضرت خدیجہؓ سے آنحضرت ﷺ کو بے انتہا محبت تھی، جب وہ عقدِ نکاح میں آئیں تو ان کی عمر چالیس برس کی تھی اور آنحضرت ﷺ پچیس سال کے تھے، نکاح کے بعد وہ پچیس برس تک زندہ رہیں، ان کی زندگی تک آنحضرت ﷺ نے دوسری شادی نہیں کی، حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپؐ کا معمول تھا کہ جب کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپؐ ڈھونڈ کر حضرت خدیجہؓ کی ہم نشین عورتوں کے پاس گوشت بھجواتے تھے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ گو میں نے خدیجہؓ کو نہیں دیکھا لیکن مجھ کو جس قدر ان پر رشک آتا تھا، کسی اور پر نہیں آتا تھا، جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر کیا کرتے تھے، ایک دفعہ میں نے اس پر آپؐ کو رنجیدہ کیا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ "خدا نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے"۔

ایک دفعہ ان کے انتقال کے بعد ان کی بہن ہالہ آنحضرت ﷺ سے ملنے آئیں اور استیذان کے قاعدہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی، آپؐ کے کانوں میں آواز پڑی تو حضرت خدیجہؓ یاد آگئیں اور آپؐ بے جھجک اٹھے اور فرمایا کہ "ہالہ ہوں گی" حضرت عائشہؓ بھی موجود تھیں، ان کو نہایت رشک ہوا، بولیں کہ آپؐ کیا ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں جو مر چکیں اور خدا نے ان سے اچھی بیویاں دیں" صحیح بخاری میں یہ روایت یہیں تک ہے، لیکن استیعاب میں ہے کہ جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "ہرگز نہیں جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو انھوں نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائیں، جب میرا کوئی معین نہ تھا تو انھوں نے میری مدد کی۔" (سیرۃ النبیؐ، جلد: دوم، ص: ۳۲۰-۳۲۱)

مولوی حبیب الرحمن۔حیدرآباد

صدّیقیت یا قُرب (احسان)

ہدایت کے مذکورہ دو مقام یا بندگیٔ رب کے دو درجے صالحیت وشہادت سے بلند کمالِ بندگی کا جو مقام ہے اس کو صدیقیت یا قرب کہتے ہیں جہاں دین وایمان کی تکمیل ہے۔ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کو صدیق ومقرب کہا گیا ہے۔ سورہ مریم میں ہے "وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا" (سورہ مریم:56) ترجمہ: (کتاب میں ادریسؑ کا واقعہ پڑھو وہ بڑے سچے نبی تھے۔) اسی طرح حضرت ابراہیمؑ کو "اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا" (سورہ مریم:41) اور حضرت موسیٰؑ کو "قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا" (سورہ مریم:52) ترجمہ: (ہم نے ان کو مقرب بنایا) اور حضرت عیسیٰؑ کو "من المقربین" (وہ مقربین سے تھے) فرمایا۔ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے کسی متبع رسالت، اللہ ورسول ہی کے ارشادات سے اپنے دل ودماغ وکردار کو منور رکھنے والے کو بھی بطور وراثت قرب وصدیقیت کا درجہ عطا فرماتے ہیں۔ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ" (سورہ حدید:19) ترجمہ: (جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں وہی صدیق ہیں) اس ارشاد سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مقامِ صدیقیت کا علم وعمل وہی ہے جو کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صراحتاً ثابت ہے اور انسان کے کشف والہام کو اس میں دخل نہیں۔

اللہ ورسول پر ایمان لانے کا ذریعہ کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اس کلمہ کے ذریعہ فلاحِ دارین پانے کے لئے انسان کو اس کی فطری حیثیت محتاجی وبندگیٔ رب سے واقف کرا کے بندگیٔ رب کا شرف حاصل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام کو بھی یہی تعلیم دی گئی تھی۔ "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ" (سورہ الانبیاء:25) ترجمہ: (ہم نے آپ سے پہلے کوئی ایسا پیغمبر نہیں بھیجا جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہیں بھیجی کہ میرے سوا کوئی معبود ومستعان نہیں ہے پس میری ہی عبادت کرو) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی ہدایت فرمائی کہ اللہ ہی کی عبادت کیجئے۔ بندگی ہی کے شعور وادراک میں رہیئے اور اسی پر قائم رہیے۔ "فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ" (سورہ مریم:65) ترجمہ: (اس کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر قائم رہو۔) تمام انبیاء علیہم السلام کی یہی خصوصیت بیان فرمائی۔ "وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ" (سورہ الانبیاء:73) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی زبانِ حقیقت ترجمان سے بھی یہی کہلوایا "وَنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ" (سورہ البقرہ: 138) ترجمہ: (ہم اسی کے سراپا بندے بنے ہوئے ہیں) لفظ عابدون بہت پُر معنی لفظ ہے جس میں بندگی کے اس انتہائی مقام کی طرف اشارہ ہے، جہاں بندگی میں حسن ہے، خوبی ہے۔ علم حق کے جن رموز ونکات سے وہ لوگ مطلع کئے گئے تھے، اس کا لازمی اثر یہ تھا کہ وہ اپنے فقر واحتیاج اور اپنے نفس کے شر سے پوری طرح واقف تھے، جس کی وجہ سے ان کے دل خشیّتِ الٰہی سے معمور رہتے تھے (جس کا اثر ان کی چال ڈھال بات چیت وغیرہ سے نمایاں رہتا تھا) اور وہ بہرحال مرضیٔ رب کی اتباع واطاعت کرتے اور بڑی رغبت وپورے خوف کے ساتھ سراپا دعا رہتے تھے۔ "اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ

وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ" (سورہ الانبیاء:90) یہ سب نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے امید و بیم (خوف اور امید) کے ساتھ ہماری ہی طرف متوجہ رہتے تھے اور ہمارے سامنے مؤدب رہتے تھے) عبادت اور الخیرات کے الفاظ قابل غور ہیں۔ نہایت حسن وخوبی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے تذلّل و عاجزی' تضرع وزاری' اظہار حاجت' اللہ تعالیٰ ہی سے خوف وہیبت' دعاء وانابت' اللہ تعالیٰ کی اطاعت وانقیاد' تسلیم ورضا' اللہ تعالیٰ سے گرویدگی وشیفتگی' اللہ تعالیٰ کی راہ میں سرفروشی وجاں بازی' جہاد فی سبیل اللہ کی جو صورت ہو علماً وعملاً' باللسان بالسّیف' زبان سے مخلوق کے حقوق کی کماحقہٗ ادائی یہ سب امور عبادت اور الخیرات میں داخل ہیں۔ عبادت اور الخیرات میں حسن وخوبی پیدا ہوجانا کمالِ ایمان اور سراپا دعا و سراپا عبادت ہوجانا کمال بندگی ہے۔ مختصر یہ کہ ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ آیات اللہ کا مشاہدہ ان کو آستانۂ رب پر تضرع و زاری کے ساتھ سجدہ ریز رکھتا تھا۔ "اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا" (سورہ مریم:58) ترجمہ: (جب ان کے سامنے اللہ رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو وہ سجدہ کرتے ہوئے روتے ہوئے زمین پر گرجاتے تھے۔) اس آیتِ کریمہ میں الرحمٰن کا لفظ بتلاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسم حسن "الرحمٰن" کا اثر وفیضان جس سے انسان اور عالم کا ذرہ ذرہ فیض یاب ہے، انبیاء علیہم السلام جن کو صدیق ومقرب فرمایا گیا ہے۔ ان کے علوم کا بنیادی وخصوصی شعبہ ہے اسی لئے یہ تاکید فرمائی کہ "الرحمٰن" کو کسی جاننے والے سے پوچھو۔ "اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا" (سورہ الفرقان:59) یعنی رحمانیت کی تحقیق کرو، یہ معلوم کرو کہ رحمانیت کیا ہے۔ اسی سے قرب وصدیقیت کا مقام حاصل ہوسکتا ہے۔

رحمانیت کی مختصر تشریح

انسان کی پیدائش' انسان کے لئے کائنات کی پیدائش' انسان کی بقاء وحیات ونشو ونما کے لئے گونا گوں اشیاء کی پیدائش۔ ان اشیاء میں حرکت' ان کے آثار وخواص' ان میں باہم توافق' انسان میں سمع وبصر' عقل وتمیز کی قوت' تصرف واختیار' سعی ومحنت کا ملکہ' اشیاء اور ان کے آثار وخواص کا علم' ان کے استعمال کا طریقہ بتلانا اور غلط وصحیح استعمال کے مفید ومضر نتائج سے باخبر کرنا' انسان کی فلاح کے لئے دینِ حق نازل کرنا' انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کرنا' دین ونعمت کو کامل وتمام کرنا' ایک آخری نبی کو بھیجنا' قیامت تک کتاب وسنت کی تعلیم کی حفاظت کا انتظام کرنا' انسان کو سعی ومحنت کا عارضی وابدی بدل عطا کرنا' اہلِ ایمان کو صلاح وہدایت کی توفیق اور نافرمانوں کو گمراہی میں مبتلا رکھنا' زمین وخشکی وجاذبیت' پانی میں برودت وروانی' آگ میں گرمی واحتراقیت' ہوا میں فرحت وسرعت' پرندوں میں پرواز وغیرہ وغیرہ اور پرسشِ اعمال کے لئے یوم حساب' یوم قیامت مقرر کرنا' جزائے اعمال کے لئے عالمِ جزاء "الجنۃ والجحیم" پیدا کرنا' یہ سب رحمانیت کا فیض واثر ہے۔ جو باذنِ الٰہی ہر آن جاری وساری ہے۔ تمام اسمائے الٰہی جن کا تعلق انسان کی پرورش وحفاظت وعمل وبدلِ عمل سے ہے وہ سب "الرحمن" ہی کے شعبے ہیں اور عفو ومغفرت اور رحمتِ خصوصی کا تعلق اسم "الرحیم" سے ہے۔ رحمانیت ورحیمیت ہی سے تمام عالموں کی پرورش ہورہی ہے۔ اسی لئے فرمایا جو رب العالمین ہے وہی الرحمٰن الرحیم ہے۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" (سورہ فاتحہ:1-2)۔ غرض حیات وممات سعی وعمل کی یہ تمام ہنگامہ آرائی' جزائے اعمال کا عالمِ آخرت' حیات بعد الموت' اللہ تعالیٰ ہی کے اسمائے حسن "اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کے فیضان (قانون) وآثار سے وابستہ ہے۔ چنانچہ عرشِ الٰہی جہاں سے احکامِ الٰہی صادر ہوتے ہیں۔ اس کا ذکر "اَلرَّحْمٰنِ" ہی کے ساتھ ہے۔ "اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى" (طٰہٰ:5) قیامت کا دن جو پرسشِ اعمال کا دن ہے اس دن "الرحمٰن" ہی کی حکومت ہوگی۔ "اَلْمُلْكُ

يَوْمَئِذِ نِالْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ" (سورہ الفرقان:26) رحمانیت ہی کی یہ شان بھی بیان فرمائی کہ جو لوگ رحمانیت کو نہیں مانتے شیطان ان کا دوست اور ہم نشین بنا دیا جاتا ہے۔ "وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ" (سورہ الزخرف:36) ترجمہ: (جو شخص الرحمٰن کی نصیحت سے اندھا بن جائے ہم اس پر شیطان کو مسلط کر دیتے ہیں جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے) نظام کائنات پر نظر ڈالنے سے یہی حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سارے عالم میں محبت ہی کارفرما ہے۔ ایک قانونِ کشش تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔ ہر شئے انسان کی طرف کھینچی چلی آرہی ہے اور ہر شئے کو انسان اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ یہ باہمی جذب و کشش ساری مخلوقات میں یکساں بلا خلل نمایاں ہے جو رحمانیت ہی کا کرشمہ ہے۔ "مَا تَرٰى فِيْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ" (سورہ الملک:3)۔ رحمانیت کے یہ چند وہ رموز و نکات ہیں جن سے انبیاء علیہم السلام پوری طرح باخبر ہوتے تھے جس کی وجہ سے ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر بھی زیادہ ہوتا تھا اور اللہ جل شانہٗ سے محبت و گرویدگی بھی۔ اس لئے انبیاء علیہم السلام کو "خاشعین" بھی فرمایا اور "عابدین" بھی۔ عبادت جو بظاہر عبد و رب کا ایک شرعی و غائبانہ تعلق سمجھا جاتا ہے، وہ حقیقتاً عبد و رب کا ایک حتمی و حضوری تعلق ہے۔ اس تعلق کے اظہار کی ایک جامع صورت "الصلوٰۃ" (نماز) ہے۔ بندہ جو محتاجِ رحمت ہے اس کو اپنے رب "رحمن و رحیم" سے ہر وقت عارضی و ابدی و خصوصی رحمت طلب کرتے رہنے کا جو طریقہ اللہ "رحمن و رحیم" نے سکھایا ہے وہ نماز ہی ہے۔ یہی انبیاء علیہم السلام کا خصوصی عمل ہے۔ "وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ" (سورہ الانبیاء 73) ترجمہ: (اور ہم نے ان کے پاس نیک کام کرنے اور نماز کی پابندی (یعنی نماز قائم کرنے) کا حکم بھیجا۔) حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے پابندی نماز و استقامت نماز کی دعا فرماتے ہیں۔ "رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ" (سورہ ابراہیم:40) ترجمہ: (اے ہمارے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے) موسیٰؑ کو حکم دیا گیا "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ" (سورہ طٰہٰ:14) ترجمہ: (نماز قائم کرو میری یاد (ڈر و تقویٰ) کے لئے) عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ "وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا" (سورہ مریم:31) ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کی نصیحت فرمائی جب تک میں زندہ ہوں۔) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکید فرمائی گئی کہ اپنے متعلقین کو نماز کی تاکید کرتے رہیئے اور خود بھی اس کی پابندی کیجئے۔ "وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" (سورہ طٰہٰ 132)۔ اور ایک زائد عبادت جو آپؐ پر فرض کی گئی وہ بھی نماز تہجد ہے۔ "وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ" (سورہ اسریٰ:79)۔ صحابہ کرامؓ کے جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں ان میں پہلے نماز ہی کا ذکر ہے۔ "تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" (سورہ الفتح:29) ترجمہ: (تم ان کو رکوع و سجدہ میں دیکھو گے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے جو سجود کے آثار بوجہ تاثیر سجدہ ان کے چہروں پر نمایاں ہیں) اہلِ علم کا خاص عمل جو وہ لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رات میں کیا کرتے تھے، نماز ہی ہے۔ "اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ، قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ" (سورہ الزمر:9) ترجمہ: (کیا جو شخص اوقاتِ شب میں سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو، آخرت سے ڈر رہا ہو، اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہو۔ پوچھئے کیا اہلِ علم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں) یعنی اہلِ علم وہی ہیں جن کا خصوصی شغل نماز ہے اور جو انجامِ آخرت سے ڈرتے ہیں اور رحمتِ ربّ کے امیدوار رہتے ہیں۔

(ماخوذ: رہنمائے فطرت، ص: ۱۴۷-۱۵۲)

☆☆☆

مفتی امداد الحق بختیار قاسمی۔استاذ حدیث وعربی ادب دارالعلوم حیدرآباد

نیکیوں کا موسم بہار

رمضان المبارک کی منصوبہ بندی، کیوں اور کیسے؟

بے شمار برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ، لاتعداد بندوں کی مغفرت اور جہنم سے نجات کا مہینہ، غم خواری اور ہمدردی کا مہینہ، جہنم کے بند ہونے اور جنت کے کھلنے کا مہینہ، یعنی رمضان مقدس کی مہینہ آمد آمد ہے، ایسا مہینہ جس کا ایک ایک سیکنڈ انمول ہے، ایسا مہینہ جس کا دن بھی عبادتوں سے لبریز اور جس کا دن بھی عبادت اور تلاوت سے پُر نور ہے، ایسا مہینہ جس میں ذراسی غفلت بھاری نقصان کا سبب ہوسکتی ہے؛ کیوں کہ یہ کمائی (Earning) کا ایسا موسم ہے، جس میں محنت کرنے والوں کو پورا پورا حق اور بہترین اور بڑا معاوضہ دیا جاتا ہے۔

اس لیے اس مہینہ کی ایسی پلاننگ کرنا، ایسا نظام بنانا کہ اس کا کوئی وقت اور حصہ ضائع نہ جائے، بہت ضروری ہے؛ کیوں کہ جیسا یک کامیاب تاجر سیزن (Season) آنے سے تین چار مہینہ پہلے ہی اپنی تجارت کی مکمل منصوبہ بندی کرتا ہے، جیسے مال کہاں سے لانا ہے، کہاں سپلائی کرنا ہے، لیبرس (Labors) کو کیسے ہائر (Hire) کرنا ہے؛ چنانچہ جو یہ سب تیاری کرلیتا ہے، وہ سیزن آنے پر اپنی تجارت سے بھرپور نفع کماتا ہے۔اسی طرح ایک کسان بھی ایسا ہی کرتا ہے، کسی بھی فصل کے موسم سے دوتین مہینہ پہلے سے ہی زمین کی تیاری شروع کرتا ہے، بیج (Seed) فراہم کرتا ہے، سنچائی کا انتظام کرتا ہے؛ تاکہ عین سیزن کے آنے کے وقت ہر چیز (Intact) رہے اور سیزن سے وہ فائدہ اٹھائے۔

لہٰذا رمضان المبارک جو نیکیوں، برکتوں، رحمتوں، عبادتوں، تلاوت، اور مغفرت وغیرہ کا سیزن ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلاحساب وکتاب یہ تمام نعمتیں اطاعت گزار بندوں کو عطا کی جاتی ہیں، ہمیں بھی اس ماہ کی آمد سے قبل، ان تمام نعمتوں کو بھرپور طریقے سے حاصل کرنے کے لیے پوری تیاری اور پلاننگ کرنی چاہیے؛ تاکہ ہمارے حصے میں یہ نعمتیں زیادہ سے زیادہ آسکیں اور ہم خدانخواستہ اس ماہ کے محرومین میں سے نہ ہوجائیں، اس کے لیے ہمیں بالترتیب درج ذیل کام کرنے چاہیے:

رمضان کی آمد کا اشتیاق اور اس کی دعا

اس کے لیے سب سے پہلے ہمارے اندر رمضان کی تڑپ اور اس کا اشتیاق ہونا چاہیے، جس کی ظاہر علامت یہ ہے کہ ہم رمضان کے انتظار میں ایک ایک دن شمار کرنے والے اور اہتمام سے کیلنڈر دیکھنے والے ہوں، جس طرح ہم کسی سفر یا اپنی کسی تقریب کی تاریخ کے انتظار میں رہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں ہمیں یہ نمونہ ملتا ہے، نبی ﷺ کا ارشادِ پاک ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: "أَحْصُوا هِلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ" (سنن الترمذي، بَابُ مَا جَاءَ فِي لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ، 739)

ترجمہ: رمضان کی آمد کے لیے شعبان کے مہینہ کے چاند (کی تاریخوں) کو شمار کرو۔

اسی طرح رمضان جیسا عظیم مہینہ پانے کے لیے دعاؤں کا اہتمام کریں، نبی کریم ﷺ سے درج ذیل دعائیں منقول ہیں:

"اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي رَجَبٍ وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ" (الدعاء للطبرانی، باب القول عند دخول رجب، 911) ترجمہ: اے اللہ! برکت عطا فرما ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینہ میں اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ عَنْ مَكْحُولٍ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ: "اللَّهُمَّ سَلِّمْنِي لِرَمَضَانَ، وَسَلِّمْ رَمَضَانَ لِي، وَتَسَلَّمْهُ مِنِّي مُتَقَبَّلًا" (الدعاء للطبرانی، باب القول عند دخول رمضان، 913) سنده حسن. ترجمہ: اے اللہ ہمیں رمضان کے لیے صحیح سلامت رکھ اور رمضان کو ہمارے لیے سلامت رکھ، اور ہماری طرف سے رمضان (کی عبادتوں) کو قبول فرما۔

اپنا جائزہ اور رمضان سے متعلق آیات واحادیث ترجمہ کے ساتھ پڑھنا

رمضان کی پلاننگ میں سب سے پہلے اپنا جائزہ (Introspection) لیں، کہ ہماری زندگیوں کی حالت کیا ہے، ہم روحانی، ایمانی اور اسلامی طور پر کہاں کھڑے ہیں۔ اسلام کے لیے ہمارا کتنا کمٹمنٹ (Commitment) ہے، دین سے کتنی واقفیت ہے، قرآن ہم کتنا جانتے ہیں؟ رمضان کے بارے میں ہماری معلومات کتنی ہے؟ چنانچہ ہم رمضان سے پہلے رمضان کے متعلق قرآن میں جتنی آیتیں ہیں، ان کا ترجمہ کے ساتھ مطالعہ کریں، رمضان سے متعلق جتنی صحیح احادیث ہیں، ہم ان کو ترجمہ ساتھ پڑھیں، تاکہ ہمیں رمضان کی صحیح قدر و قیمت معلوم ہو سکے، اگر ہمیں رمضان المبارک کے بارے میں ہی معلوم نہ ہوگا، تو پھر ہم اس سے کیسے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟ روزہ کے احکام وفضائل کیا ہیں، سحر وافطار کے فضائل اور ثواب کیا ہیں، تراویح کا ثواب کیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔۔؟

اسی طرح اپنے مزاج اور اخلاق کے احتساب کی ضرورت ہے، اس مہینہ میں اخلاق اور مزاج کی تربیت ہوتی ہے، لہٰذا ہمیں جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اخلاقی طور پر کس لیول (Level) پر ہیں۔

نظام الاوقات بنانے کی ضرورت

اسی طرح منصوبہ بندی کے حوالے سے نظام الاوقات اور ٹائم منیجمنٹ (Time Management) کی ضرورت ہے، رمضان المبارک میں ہم اپنا نظام اس طرح بنائیں کہ زیادہ سے زیادہ وقت ہم عبادت میں گزاریں اور اپنی نیکیوں میں اضافہ کرسکیں، روحانیت میں اضافہ کرسکیں۔ خاص طور پر ہماری خواتین کا بڑا وقت عام طور پر کچن میں لگ جاتا ہے، لہٰذا اس کی پہلے سے اگر وہ صحیح منصوبہ بندی کرلیں، سحری اور افطار کا مینو (Menu) پہلے سے بنالیں، اس کے

ضروری لوازمات اور اشیاء پہلے سے انتظام کرلیں اور ٹائم کے ساتھ ساری چیزوں کا اہتمام کرلیں توان کا کافی وقت بچ سکتا ہے۔ اسی طرح کی عید کی شاپنگ کے نام پر ہمارا اور ہماری خواتین کا قیمتی وقت بازاروں کی نذر ہوجاتا ہے، کیا اچھا ہوتا کہ رمضان سے پہلے ہی ان سب ضروری چیزوں کی خریداری کرلی جاتی۔

طلبہ اور نوجوان حضرات سونے کا وقت متعین نہیں کرتے، ان کے سونے کا وقت طویل ہو جاتا ہے، جب کہ (8-6) گھنٹے کی نیند جسم اور صحت کے لیے کافی ہے، لہٰذا اگر وہ سونے کے اوقات متعین کرلیں، تو باقی سولہ گھنٹے کی وہ تعلیم کے ساتھ منصوبہ بندی کرسکتے ہیں۔

روحانی ترقی کے لیے تیاری

یہ مہینہ روحانی ترقی (Spiritual Development) کا موسم ہے، یہ روحانی ترقی کا زمانہ ہے، گیارہ مہینوں کی کمی پوری کرنا، روزہ، قرآن، نماز یہ سب روحانی ترقی کا زینہ ہیں، دعاؤں کی تیاری ہو، دعاؤں کی کتابوں کا انتظام پہلے سے کرلیں، ان سب سے سپرچول ڈویلپمنٹ ہوگا۔ اسی طرح روحانی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ رمضان سے قبل ہی حقوق واجبہ ادا کردیں، کسی کا قرض لیا ہے، تو اسے واپس کردیں، کسی کا پیمنٹ (Payment) باقی ہے، تو اسے پے (Pay) کردیں، کسی کی کوئی اور چیز ہمارے پاس ہو یا ہمارے ذمہ میں ہو، جیسے کسی کا مکان، دوکان، زمین وغیرہ ہو، تو اسے واپس کردیں، کسی کو تکلیف پہنچائی ہے، کسی کو برا بھلا کہا ہے، کسی کو طعنہ دیا ہے، تو اس سے معافی تلافی کر لیں۔ یاد رکھیں! کہ اگر کوئی شخص ساری رات تہجد پڑھے، دن بھر روزے رکھے، لیکن دوسروں کا دل دکھائے، تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل نہیں ہوسکتی، ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بیان کیا گیا کہ وہ دن میں روزے رکھتی ہے اور رات بھر تہجد پڑھتی ہے، لیکن پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ (مسند احمد 9298)

حقوق اللہ سے متعلق جو کمی اور کوتاہی ہوئی، ان سب کو پورا کرلیں، نمازیں قضا ہوں، تو وہ ادا کرلیں، روزے قضا ہوں تو انہیں رکھ لیا جائے، اماں عائشہ کہتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں قضاء روزہ شعبان میں پورے کرتے تھے۔

نیز رمضان سے پہلے سچی پکی توبہ کرکے، اپنے آپ کو پاک وصاف کرلیں، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر، روئیں، گڑگڑائیں، تمام گناہوں کے چھوڑنے کا عہد کریں، دوبارہ نہ کرنے کا عزم کریں، اور ان گناہوں پر اپنی شرمندگی اور غلطی کا اظہار کرتے ہوئے، اللہ کے حضور میں خوب روئیں، ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ ہمارے تمام گناہ معاف کردے گا۔

اپنی شخصیت میں مثبت تبدیلی لانے کی کوشش

اپنی شخصیت میں تبدیلی لانے، یعنی (Self-Improvement) کی فکر کریں، اپنے اخلاق کی درستگی کی طرف توجہ کریں، جیسے حدیث میں آتا ہے کہ کوئی روزہ کی حالت میں جھگڑا کرے، تو اس سے لڑے نہ؛ بلکہ کہہ دے میرا روزہ ہے۔ یعنی رمضان میں اپنے غصہ پر قابو کرنے کی مشق کرنی ہے اور ارادہ رکھنا ہے کہ رمضان کے بعد بھی یہ نہیں کرنا ہے۔

روزہ کی حالت میں جھوٹ بولنے کی ممانعت ہے؛ لہٰذا

اپنی زبان کی نگرانی کرنا نہایت ضروری ہے، اسی طرح رمضان کے مہینہ میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ نرمی کے برتاؤ کی ہدایت ہے، یہ تمام کام ہماری شخصیت کے ڈویلپمنٹ (Personality Development) کے لیے ہے، یہ پرسنالٹی کا گروتھ (Personality Growth) ہے۔ اسی طرح اس ماہ مبارک میں ہم اپنے ایموشنس (Emotions) کو کنٹرول (Control) کریں، اپنے ریلشن شپس (Relationship) کو بہتر بنانے کی فکر کریں۔

کمیونیٹی ڈویلپمنٹ (Community Development) پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے، رمضان مواسات اور غم گساری کا مہینہ ہے، امت مسلمہ کی صورت حال یہ ہے کہ ہماری ایک بڑی آبادی غربت سے جوجھ رہی ہے، سلمس (Slums) علاقوں میں جاکر غربت اور افلاس کی حقیقت دیکھ سکتے ہیں، کتنے بچے ہیں جو اسکول کی فیس نہیں دے سکتے۔ کتنی خواتین غربت کی وجہ سے برائیوں میں مبتلا ہیں۔ وہاں غربت نے ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ امت مسلمہ کی معاشی اور اخلاقی صورت حال کو بہتر بنائیں اور اس کی منصوبہ بندی کریں۔

روحانی ترقی میں موبائل فون کی رکاوٹ

موبائل فون اور ٹی وی کے استعمال پر کنٹرول کریں، یہ ایک اڈکشن (Addiction) ہے، یہ ایک بیماری ہے، یہ ایک اضطراری کیفیت ہے؛ لہٰذا ان کے اوور یوسیز (Over Uses) پر اسٹاپ لگائیں، بہت افسوس ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں بھی یہ شیطانی ڈوائس (Device) ہمارے ساتھ لگی رہتی ہے، ہم مسجد میں بھی اس کی اسکرین سے نگاہیں نہیں ہٹا پاتے، روزہ کاٹنے کا کھلونہ اس کو بنا رکھا ہے، ہماری بعض خواتین موبائل اور ٹی وی پر روزہ کے اوقات گزارتی ہیں اور رمضان کی رحمتوں کی شب کے قیمتی اوقات ضائع کرتی ہیں، جس کی نحوست سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے رحمتیں اور عنایتیں بھی واپس ہوجاتی ہیں۔

ان کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

آخری بات، ہماری زندگی میں متعدد رمضان آتے جاتے ہیں؛ لیکن نہ ہماری روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے، نہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے، نہ بری عادتیں چھوٹتی ہیں، نہ گناہ چھوٹتے ہیں، نہ نمازوں کی پابندی ہو پاتی ہے، ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کیوں کہ ہم نے یہ تمام رمضان تیاری اور منصوبہ بندی کے بغیر گزار دیے؛ لہٰذا رمضان آیا اور گیا اور ہم جہاں تھے وہیں رہے، ہمارے اندر کوئی تبدیلی نہ آسکی، ہم رمضان سے صحیح طریقہ پر مستفید نہیں ہو سکے؛ لہٰذا ضرورت ہے، اس بات کی کہ ہم رمضان کی آمد سے پہلے اس کی پوری پلاننگ کریں، نظام الاعمال بنائیں، اس مہینہ کی شب و روز کی ترتیب بنائیں؛ کیوں کہ کامیاب اور ہوشیار بندہ مومن وہی ہے، جو رمضان کے آنے کے بعد منصوبہ بندی نہیں کرتا؛ بلکہ پہلے سے اس کی تیاری کرتا ہے اور اس کے اعتبار سے رمضان المبارک گزار کر اور زیادہ سے زیادہ وقت عبادت اور تلاوت وغیرہ میں صرف کر کے رمضان کی خیرات و برکات، رحمت و مغفرت سے مالا مال ہوجاتا ہے۔

☆☆☆

مفتی محمد زاہد ناصری القاسمی۔مدرسہ صفۃ الصحابہ،شاہین نگر،حیدرآباد

ماہ رمضان اور نظام عمل!

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔اس کی ابتدا چاند رات سے ہو جاتی ہے۔قرآن وسنت کے مطابق اس میں ایک رات ہے، جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے،اسی میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔اس کے روزے فرض ہیں اور تراویح مسنون، نیز اس مہینے میں تمام نیک کاموں کا اجر وثواب عام مہینوں کے مقابلے میں زیادہ ملتا ہے اور ہر برے کام کی قباحت وشناعت بھی بڑھ جاتی ہے؛ اس لیے اس کی قدر کریں، گناہوں سے دور رہیں اور نیکیوں کا خوب اہتمام کریں، رمضان ماہ صیام ہے؛ لہٰذا پورے مہینے پابندی کے ساتھ روزہ رکھیں، بلا عذر ایک بھی روزہ نہ چھوڑیں، اگر کبھی روزہ چھوڑنے، یا توڑنے کی نوبت آجائے تو پہلے کسی مفتی صاحب، یا عالم صاحب سے مسئلہ دریافت کرلیں۔تراویح کا مہینہ بھی رمضان ہی ہے؛ لہٰذا تراویح بھی پورے مہینے پڑھنے کا اہتمام کریں، اگر تراویح میں مکمل قرآن کریم سننے کا موقع مل جائے تو بہت اچھی بات ہے، ورنہ سورہ تراویح پڑھ لیا کریں۔مرد حضرات فرائض، تراویح اور وتر کی نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کریں اور خواتین اپنے گھروں میں تنہا پڑھیں؛ چوں کہ وقت بہت قیمتی چیز ہے، خاص طور سے رمضان کا تو اور بھی زیادہ کہ وہ گیارہ مہینوں کے انتظار کے بعد آتا ہے؛ اس لیے ہم اپنے وقت کی حفاظت کریں، اسے فضول کاموں اور بے فائدہ باتوں میں ضائع نہ کریں؛ کیوں کہ صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک فرمان ہے کہ آدمی کے اچھا مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ لایعنی افعال واقوال کو چھوڑ دے، "مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ" (جامع ترمذی، حدیث نمبر: 2317)؛ لہٰذا بہتر ہوگا کہ ہم اس ماہ مبارک میں اپنے بیش قیمت وقت کی حفاظت اور اس کے صحیح استعمال کے لیے اپنا نظام کچھ اس طرح بنالیں کہ چوبیس گھنٹوں میں سے چھ گھنٹے سونے اور بقیہ اٹھارہ گھنٹے عبادتوں، تعلیم وتعلم اور کاروبار زندگی کے لیے مختص کرلیں:

روزانہ مغرب کے وقت بالترتیب تین رکعت فرض، دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد، دو دو کرکے چھ رکعت اوابین بھی پڑھ لیں۔مغرب اور عشاء کے دوران سورۂ واقعہ کی تلاوت مسنون ہے، اس سے آدمی فقر وفاقہ سے محفوظ رہتا ہے؛ اس لیے اس کی تلاوت بھی کرلیں۔ پھر اگر مناسب سمجھیں تو عشا سے پہلے ہی رات کے کھانے سے فارغ ہو جائیں۔پھر عشاء کے وقت بالترتیب چار رکعت سنت غیر مؤکدہ، چار رکعت فرض، دو رکعت سنت مؤکدہ، دو رکعت نفل، بیس رکعت تراویح، تین رکعت وتر اور دو رکعت نفل نماز پڑھ لیں۔اس کے بعد اگر کھانے سے فارغ نہیں ہوئے ہیں تو کھانے سے اور بعدہ چہل قدمی سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق سو جائیں، وہ اس طور پر کہ سونے سے پہلے بستر کو جھٹک لیں، اگر وضو نہ ہو تو وضو کرلیں، پھر سورۂ الم السجدہ، جو اکیسویں پارے میں ہے، سورۂ ملک، جو انتیسویں پارے کی پہلی سورت ہے، نیز آیۃ الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھ لیں، پھر دعا کی طرح دونوں ہاتھ اٹھا کر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس

اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر تھک تھکا کر ہاتھوں کو سر سے پاؤں تک پھیر لیں، واضح رہے کہ یہ عمل تین مرتبہ کرنا ہے، اس کے بعد سورۂ کہف کی آخری دو آیتیں اور سونے کی دعا پڑھ کر یہ نیت کرتے ہوئے سو جائیں کہ مثلاً فجر سے دو گھنٹے پہلے اٹھنا ہے، تو ان شاء اللہ نیت کے مطابق وقت پر آنکھیں کھل جائیں گی۔ پھر جب سو کر اٹھیں تو سو کر اٹھنے کی دعا پڑھ لیں اور اہلِ خانہ میں سے اب تک جو بیدار نہیں ہوئے ہیں انھیں بھی جگادیں۔ وضو کرلیں اور وقت کے حساب سے چار، چھ، یا آٹھ رکعت تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ اس کے بعد رو رو کر اور رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنا کر خوب دعائیں مانگیں۔ پھر سحری سے فارغ ہو جائیں، واضح رہے کہ وقت کے اندر آخری وقت میں سحری افضل ہے۔ پھر نمازِ فجر تک درود شریف، آیت کریمہ، کلمۂ تمجید (تیسرا کلمہ) اور استغفار کم سے کم سو سو مرتبہ پڑھ لیں، اگر اس وقت نہ ہو سکے تو کسی اور وقت یہ تعداد پوری کر لیں، پھر فجر کے وقت بالترتیب دو رکعت سنتِ مؤکدہ اور دو رکعت فرض نماز ادا کرلیں، اس کے بعد اشراق تک تلاوتِ قرآن میں مصروف رہیں۔ وہ مرد و خواتین، جو حافظ قرآن نہیں ہیں، یہ کوشش کریں کہ روزانہ کم از کم ایک پارہ تلاوت کرلیں؛ تاکہ پورے رمضان میں ایک ختم ہو جائے۔ اشراق کا وقت شروع ہونے کے ساتھ ہی دو دو کر کے چار رکعت اشراق کی نماز پڑھ لیں، اس کے بعد تین گھنٹے سو جائیں، پھر سو کر اٹھنے کے بعد زوال کے وقت سے بیس منٹ پہلے تک دو دو کر کے چار رکعت چاشت کی نماز سے فارغ ہو جائیں۔ ظہر کے وقت بالترتیب چار رکعت سنت مؤکدہ، چار رکعت فرض، دو رکعت سنت مؤکدہ اور دو رکعت نفل نماز، نیز عصر کے وقت چار رکعت سنت غیر مؤکدہ اور چار رکعت فرض نماز ادا کرلیں۔ پھر افطار کی تیاری میں لگ جائیں؛ لیکن اس میں زیادہ وقت صرف نہ کریں، افطار سے پہلے کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں؛ لہٰذا اس وقت بھی دعاؤں کا خوب اہتمام کریں اور وقت ہو جانے کے بعد افطار میں جلدی کریں، بلا وجہ دیر نہ کریں، نیز پورے مہینے حسبِ سہولت و موقع صدقات و خیرات کا بھی اہتمام کریں!

یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ مذکورہ بالا تمام کام ہمیں اخلاص اور رضائے الٰہی کے جذبے کے ساتھ کرنا ہے اور اس دوران جو بھی تکلیفیں پیش آئیں گی انھیں برداشت بھی کرنا ہے؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نیک کام کرنے والوں کے ساتھ ہیں، وہ ہمارے جہد و مشقت کی وجہ سے ہمیں اپنے سیدھے راستوں پر چلائیں گے، جن کی بنا پر ہمیں دونوں جہاں میں کامیابی حاصل ہوگی: " وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ " (العنکبوت:69) اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ نیکی کرنا اور گناہوں سے بچنا، یہ سب اللہ پاک کی توفیق اور نصرت پر منحصر ہے، بقول جگر: اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں؛ لہٰذا اس سے توفیق، آسانی اور قبولیت کی دعائیں بھی کرتے رہیں، خاص طور پر پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے غلبے، اکمل ایمان پر حسنِ خاتمے، کثرت کے ساتھ جنت کی طلب اور دوزخ سے نجات کی دعائیں کی جائیں؛ کیوں کہ ارشاد خداوندی ہے: "مجھ سے دعائیں مانگو، میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔" (سورۂ غافر:60)

امید ہے کہ ان شاء اللہ اس طرح ہم لوگ ماہ مبارک کی رحمتیں، برکتیں اور سعادتیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے اور ہمارا شمار محرومین میں نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو رمضان المبارک کے شب و روز اور دیگر تمام مہینوں کو شریعت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور شرف قبولیت سے بھی نوازے، آمین۔

مفتی حسین احمد حسامی PGEd &B۔صدرمدرس مدرسہ اسلامیہ کاشف العلوم کاماریڈی

استقبال رمضان اور رمضان میں کیا کرنا چاہئے

تمام مخلوقات میں انسان کو رب العالمین نے اشرف المخلوقات سے نوازا اور اس میں ہم کو ایمان جیسی دولت سے مالا مال فرما کر اپنی محبوب امت، امت محمدیہ میں شامل فرما پھر اپنی رحمتوں سے مؤمنوں کو اپنا مقرب بنانے کے لیے مختلف مواقع فراہم کرتے رہا ہے ان میں سے ماہ رمضان المبارک ہے جو رب العزت کی رحمتوں و برکتوں اور مغفرت سے سرشار ماہ ہے، جو مؤمن، رب کی رحمت، زندگی میں خیر و برکت، اور آخرت میں اپنی بخشش کروانا چاہتا ہے وہ ماہ رمضان کے اس بہترین موقع کے لیے تیار ہو جائے، جو ہمارے سروں پر اپنی آمد کی دستک دیرہا ہے، رب ذوالجلال کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ.

اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزے رکھنا فرض کیا گیا تھا تا کہ تم متقی بن جاؤ۔

روزہ کا لغوی معنی ہے: کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا' اور روزہ کا شرعی معنی ہے: مکلّف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے' پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقوی کے حصول کے لیے تیار کرنا ہوتا۔ علامہ علاؤالدین حصکفی نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔ (درالمختار)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی' پھر زکوۃ فرض کی گئی' اس کے بعد روزہ فرض کیا گیا' کیونکہ ان احکام میں سب سے سہل اور آسان نماز ہے اس لیے اس کو پہلے فرض کیا گیا' پھر اس سے زیادہ مشکل اور دشوار زکوۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق ہوتا ہے' پھر اس کے بعد اس سے زیادہ مشکل عبادت روزہ کو فرض کیا گیا' کیونکہ روزہ میں نفس کو کھانے پینے اور عمل تزویج سے روکا جاتا ہے اور یہ انسان کے نفس پر بہت شاق اور دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بہ تدریج احکام شرعیہ نازل فرمائے اور اسی حکمت سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا' قرآن مجید میں بھی اس ترتیب کی طرف اشارہ ہے:

(آیت)"والخشعین والخشعت والمتصدقین والمتصدقت والصآئمین والصائمت، (الاحزاب: ۳۵) ترجمہ: اور نماز میں خشوع کرنے والے مرد اور نماز میں خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے متعلق بے شمار فضائل و مناقب بیان فرمائیں ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے' روزہ دار نہ جماع کرے نہ جہالت کی باتیں کرے' اگر کوئی شخص اس سے

لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے میں روزہ دار ہوں' اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے' پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے' روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

حضرت سہل (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے' جس کا نام ریان ہے' اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے' ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا' کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے' ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا' پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۴)

حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا: جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ (رض) سے ایک روایت میں جنت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری روایت میں رحمت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۳۴۶)

حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر مرض کے چھوڑا تو اگر وہ تمام دہر بھی روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔ (صحیح بخاری)

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدری (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم)

حافظ منذری لکھتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت مالک بن حویرث (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) منبر پر چڑھے' جب آپ نے پہلی سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! جب دوسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر جب تیسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے اور کہا: اے محمد! جس نے رمضان کو پایا اور اس کی بخشش نہیں کی گئی اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے' میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود دوزخ میں داخل ہوگیا' اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے' میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور وہ آپ درود نہ پڑھے اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے' میں نے کہا: آمین! (صحیح ابن حبان)

حضرت سلمان (رض) بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آ پہنچا ہے‘ اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے‘ اللہ نے اس مہینہ میں روزہ کو فرض کر دیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو نفل کر دیا ہے‘ جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے‘ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے‘ یہ غمگساری کرنے کا مہینہ ہے‘ یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے‘ اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے اور اس کی گردن کے لیے دوزخ سے آزادی ہے‘ اور اس کو بھی روزہ دار کی مثل اجر ملے گا اور اس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی‘ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے‘ تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے روزہ افطار کرائے‘ یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے‘ جس کا اوسط مغفرت ہے اور جس کا آخر جہنم سے آزادی ہے‘ جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کام لینے میں تخفیف کی اللہ اس کی مغفرت کر دے گا اور اس کو دوزخ سے آزاد کر دے گا۔ اس مہینہ میں چار خصلتوں کو جمع کرو‘ دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو اور دو خصلتوں کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے‘ جن دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت کا کثرت سے پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرنا ہے‘ اور جن دو خصلتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور اس سے دوزخ سے پناہ طلب کرو اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا‘ اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا‘ اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتی کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ‘ بیہقی‘ صحیح ابن حبان)

حضرت عمرہ بن مرہ جہنی (رض) بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سوال کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتایئے اگر میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دوں‘ اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں۔ (مسند بزار‘ صحیح ابن خزیمہ‘ صحیح ابن حبان)

رمضان کے فضائل سے متعلق ایک طویل حدیث میں چار اشخاص کا ذکر ہے کہ ان کی رمضان میں بھی مغفرت نہیں ہوتی، جو درج ذیل ہیں:

1۔ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔

2۔ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔

3۔ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور رشتہ ناطہ توڑنے والا ہو۔

4۔ چوتھا وہ شخص جو (دل میں) کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔“

حدیث مبارکہ میں ہے:

”حق تعالیٰ شانہ رمضان شریف میں روزانہ افطار کے وقت ایسے دس لاکھ آدمیوں کو جہنم سے خلاصی مرحمت فرماتے ہیں جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہوتے ہیں، اور جب رمضان کا

آخری دِن ہوتا ہے تو یکم رمضان سے آخری رمضان تک جس قدر لوگ جہنم سے آزاد کیے گئے ہوتے ہیں اُن کے برابر اُس ایک دِن میں آزاد فرماتے ہیں۔

اور جس رات ''شبِ قدر'' ہوتی ہے تو اُس رات حق تعالیٰ شانہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو (زمین پر اُترنے کا) حکم فرماتے ہیں، وہ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ زمین پر اُترتے ہیں، اُن کے ساتھ ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے، جس کو کعبہ کے اوپر کھڑا کرتے ہیں۔

حضرت جبرئیلؑ کے سو (100) بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف اِسی ایک رات میں کھولتے ہیں، جن کو مشرق سے مغرب تک پھیلا دیتے ہیں، پھر حضرت جبرئیلؑ فرشتوں کو تقاضا فرماتے ہیں: ''جو مسلمان آج کی رات کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر کر رہا ہو اُس کو سلام کریں اور اُس سے مصافحہ کریں اور اُن کی دُعاؤں پر آمین کہیں، صبح تک یہی حالت رہتی ہے، جب صبح ہو جاتی ہے تو حضرت جبرئیل آواز دیتے ہیں: ''اے فرشتوں کی جماعت! اب کوچ کرو اور چلو!'' فرشتے حضرت جبرئیل سے پوچھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے مؤمنوں کی حاجتوں اور ضرورتوں میں کیا معاملہ فرمایا؟'' وہ کہتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ نے اِن پر توجہ فرمائی اور چار شخصوں کے علاوہ سب کو معاف فرما دیا۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''وہ چار شخص کون سے ہیں؟'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

1۔ ایک وہ شخص جو شراب کا عادی ہو۔

2۔ دوسرا وہ شخص جو والدین کی نافرمانی کرنے والا ہو۔

3۔ تیسرا وہ شخص جو قطع رحمی کرنے والا اور رشتہ ناطہ توڑنے والا ہو۔

4۔ چوتھا وہ شخص جو (دِل میں) کینہ رکھنے والا ہو اور آپس میں قطع تعلق کرنے والا ہو۔''

قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں ماہ رمضان اور روزوں کی فضیلت ذریعہ مغفرت بتائی گئی ہیں اب ہم کو اپنے ایمان کی سلامتی اور بخشش کے لئے کیا کرنا ہے، اور ہماری تیاری کیا ہے، آج ہم اپنے پروگرام وتقاریب کی تیاری ایک عرصہ پہلے شروع کرتے ہیں تاکہ وقت پر کوئی پریشانی پیش نہ آئے، اب ماہ رمضان قریب ہوتا جا رہا ہے کیا ہم نے اس کی آمد اور اپنی بخشش کے لئے گناہوں سے توبہ کیا؟ کیا ہم نے یا ہمارے متعلق کوئی شراب نوشی کا عادی ہو اس سے رکنے کی ترغیب کیئے؟ کیونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے، کیا اپنے والدین کو راضی کیا جو اپنی کمزوری اور ہماری توانائی (جو ہماری جوانی کی پروان کی طاقت میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے) سے خوف زدہ ہیں؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا والدین کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے، اور والدین کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے! کیا ہم نے رشتے ناطے جوڑنے کی فکر کی؟ جو معمولی وجوہات کی وجہ سے ایک عرصہ دراز سے قطع تعلق کیا ہوا ہے، رشتے ناطوں کو توڑے رکھا ہے کیا ہم نے جوڑنے کی فکر کی؟ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، اِس کے برخلاف رشتہ ناطہ کو توڑ دینا اور رشتہ داری کا پاس ولحاظ نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد درجہ مبغوض ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

''میدانِ محشر میں رحم (جو رشتہ داری کی بنیاد ہے) عرشِ خداوندی پکڑ کر یہ کہے گا کہ جس نے مجھے (دُنیا میں) جوڑے رکھا آج اللہ تعالیٰ بھی اُسے جوڑے گا (یعنی اُس کے ساتھ انعام وکرم کا معاملہ ہوگا) اور جس نے مجھے (دُنیا میں) کاٹا آج

عاشق انلوی

ماہِ رمضان المبارک

بڑی رحمتوں بڑی برکتوں کا خزینہ بس رمضان ہے
جو ہے نیکیوں کی بہار کا وہ مہینہ بس رمضان ہے

سر حشر بھی بنے ڈھال جو سدا بحر میں لگے پار جو
سیہ کاروں کو جو بٹھا سکے وہ سفینہ بس رمضان ہے

اسی ماہ میں شب ِقدر ہے اسی ماہ میں ملا اعتکاف
شب وروز جس سے فروزاں ہوں وہ نگینہ بس رمضان ہے

صلہ جس کا دے خدا ہاتھ سے ہو نجات جس میں عذاب سے
جو بناتا ہے سدا متقی وہ دفینہ بس رمضان ہے

جو سجائے ترویحہ شب بشب ہو تمام جس میں کلام رب
ہوں فروزاں جس کی تمام شب وہ شبینہ بس رمضان ہے

جو زبان کو بھی لگام دے جو جھکا دے اٹھتی نگاہ کو
جو دکھاتا ہے رہِ مستوی وہ مستوی وہ قرینہ بس رمضان ہے

جو سکھاتا ہمیں بندگی کرے دور ہم سے جو کج روی
جو قریب کرتا ہے خسروی روی وہ مہینہ بس رمضان ہے

اللہ تعالیٰ بھی اُسے کاٹ کر رکھ دے گا (یعنی اُس کو عذاب ہوگا)''۔(بخاری: و مسلم)

نیز احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ دُنیا میں بالخصوص دو گناہ ایسے شدید تر ہیں جن کی سزا نہ صرف یہ کہ آخرت میں ہوگی، بلکہ دُنیا میں بھی پیشگی سزا کا ہونا بجا ہے: ایک ظلم، دُوسرے قطع رحمی۔(ابن ماجہ)

ہمارے معاشرے میں قطع رحمی بڑھتی جارہی ہے، اچھے دین دار لوگ بھی رشتہ داروں کے حقوق کا خیال نہیں کرتے۔ جب کہ رشتہ داروں کے شریعت میں بہت سے حقوق بتائے گئے ہیں!

کیا ہم نے اپنے دلوں سے کینہ، بغض، عداوت جو پال رکھا ہے نکال پھینکنے کی سوچی ہے؟ اگر ہم اپنی بخشش و مغفرت چاہتے ہیں؟ تو اس کے لیے آنے والے متبرک ماہ رمضان سے پہلے اپنے آپ کو ان تمام گندگیوں سے پاک صاف کرنا ہوگا، اس کے لیے ضروری ہے کہ رب العالمین کے حضور ان تمام گناہوں سے، غلطیوں سے توبہ کریں، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام بنی آدم خطا کار ہیں اور بہترین خطا کار وہ ہیں، جو کثرت سے توبہ کرتے ہیں، اب زندگی، صحت، اور کچھ کر گزرنے کی قوت ارادی کو عمل میں لاتے ہوئے رب العالمین کی نظر رحمت، متبرک ماہ کی برکتوں، رحمتوں سے بحر ور ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ ہم سب مؤمنوں کو ماہ رمضان کا صحیح معنوں میں استقبال کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام گناہوں سے توبہ کرنے، اور مخلوق خدا کے حقوق کو ادا کرتے ہوئے رب کو راضی کرنے کی توفیق الٰہی عطاء رب ہو۔

☆☆☆

ڈاکٹر فریدہ تبسم ۔لکچرار انوار العلوم جونیئر کالج حیدرآباد

سنسکرت سے اردو زبان کے تراجم

زبان ایک ایسا نظام ہے جو انسانوں کے درمیان خیالات، جذبات ،معلومات اور احساسات کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے یہ الفاظ ،جملوں، استاروں اور علامتوں پر مشتمل ہوسکتی ہے۔ایک سماجی وثقافتی پہچان کا اہم ذریعہ ہے۔

سنسکرت ایک قدیم زبان ہے۔جو ہندوستانی تہذیب اور ثقافت کی بنیادوں میں شامل ہے یہ ہند آریائی زبانوں کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک سمجھی جاتی ہے۔

سنسکرت کا مطلب ہے۔ ترتیب شدہ یا صاف ستھری زبان آج کل سنسکرت کو بھارت میں ثقافتی ورثے کچھ اسکولوں کچھ اسکولوں اور یونیورسیٹوں کے طور پر محفوظ رکھا جارہا ہے۔ میں یہ مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے اُس کے . علاوہ سنسرت کمپیوٹر سائنس اور مصنوعی ذہانت کے لئے ایک مناسب زبان سمجھی باری ہے۔

حاضر اور تاریخی حوالہ سے سنسکرت زبان ہند یورپی زبانوں کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔خاص طور پر ہند آریائی شاخ ہے۔

سنسکرت زبان زیادہ تر مذہبی اور فلسفیانہ میں میں استعمال ہوتی تھی جسے وید، اوپنشد، رامائن، مہابھارت وغیرہ.

اردو زبان کا آغاز دہلی اور شمالی ہندوستان میں فارسی عربی، ترکی اردو اور مقامی پراکرت زبانوں کے امتزاج سے ہوا۔زبان کے طور پر 12 ویں صدی عیسوی کے آس پاس ایک علیحدہ زبان کے طور پر ابھری، اردو زبان خاص طور پر روزمرہ کی گفتگو، شاعری ادب اور ثقافت میں ایک اہم زبان سے ہے۔

لکھاوٹ کے لحاظ سے سنسکرت ، دیونا گری رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

اردو فارسی عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے۔

سنسکرت اور اردو کا ترجمہ کے توسط سے گہرا رشتہ ہے۔

سنسکرت چوں کہ قدیم زبان ہے اس سے اردو میں بہت تراجم ہوئے ہیں۔ خاص طور پر مذہبی کتابوں کے تراجم ہوئے ہیں۔اپنشدوں کے تعلق سے اقتباس ملاحظہ ہو

> ویدک ادب میں شہرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اہمیت اپنشدوں کی ہے۔ ان کی اہمیت فلسفیانہ نظریات کی وجہ سے ہے۔اپنشد کے معنی حصول علم کے لیے استاد کے پاس ادب سے بیٹھنا ہے۔اپنشدوں کی تعداد 108 سے لے کر 200 تک مانی جاتی ہے لیکن ان میں 13 اپنشدیں اہم ہیں۔مغل شہنشاہ شاہ جہاں کے فرزند دارا شکوہ نے سن 1657ء میں کاشی کے پنڈتوں کی مدد سے 50 اپنشدوں کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اس مجموعہ کا نام میرا اکبر رکھا۔اس ترجمہ کے مخطوطات دستیاب ہیں۔اس میں آسان اسلوب اختیار کیا گیا جس

سے موضوع جلد عیاں ہوتا ہے۔1775ء میں اودھ کے نواب شجاع الدولہ کے پاس قیام پذیر فرینچ ریسی ڈینٹ ایم کینٹل نے داراشکوہ کے مخطوطے کو فرانس میں رہنے والے انکوییل ڈو پیران (DuperronAnquetil) کو بھیجا اور ایک دوسرا مخطوطہ بھی اس کے ساتھ شامل تھا۔ان دونوں کی بنیاد پر انھوں نے ان اپنشدوں کو فرینچ اور لائن زبانوں میں ترجمہ کیا۔لاطن (Latin) ترجمہ او پنخت (Oupnekhat) نام سے 1801-02ء میں پیرس سے شائع کروایا۔اس لاطینی متن کا جرمن زبان میں ترجمہ ہوا جس کو پڑھ کر کئی مغربی فلسفی متاثر ہوئے۔بعد میں کئی یوروپی زبانوں میں اپنشدوں کے ترجمے ہوئے۔ اس طرح اپنشدوں کے فلسفہ کی مغربی ممالک میں تشہیر کا سہرا داراشکوہ کو جاتا ہے۔اپنشدوں میں مکالموں کے ذریعہ علم فلسفہ سمجھایا گیا ہے۔

(ڈاکٹر شیخ عبدالغنی،سنسکرت ادب کے اردو تراجم (ایک مختصر جائزہ) سن اشاعت 2015 ، روشان پرنٹرس و دہلی،ص16)

اسی طرح پرانوں کے بھی اردو میں تراجم ہوئے ہیں۔ یہ پران قدیم سنسکرت زبان میں لکھے ہوئے ہیں ان کو اردو میں منتقل کرنے سے اردو میں بھی سنسکرت کے الفاظ داخل ہوئے۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سنسکرت ادب کے تراجم کی شروعات چوتھی صدی عیسوی میں ہوئی۔ یہ سلسلہ ایسا چلا کہ دنیا کی تقریباً سبھی زبانوں میں سنسکرت ادب کے بھی اصناف کے تراجم ہوئے۔ویدوں سے لے کر کلاسیکی ادب کے تراجم دستیاب ہیں۔ جدید ہندوستانی زبانوں میں بھی سنسکرت ادب کے تراجم کا کافی ادب دستیاب ہے۔ اٹھارہویں انیسویں صدی میں اردو زبان میں بھی سنسکرت ادب کے تراجم کی شروعات ہوئی ہے۔اردو میں بھی ویدوں سے لے کر علم وادب کی کئی تصانیف کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ اردو میں دیگر ہندوستانی زبانوں کی بہ نسبت بہت کم تراجم سنسکرت تصانیف کے ہوئے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ دونوں زبانوں کی ساخت جدا گانہ دکھائی دیتی ہے۔ دونوں زبانوں کی رسم الخط کا جدا گانہ ہوتا۔ ان دونوں زبانوں کی تہذیبی فطرت کا بھی الگ ہونا ہے اور ان دونوں زبانوں پر عبور رکھنے والے ادیب کم دستیاب ہیں جس کی وجہ سے اردو میں سنسکرت ادب کے تراجم کی رفتار بہت سست ہے۔اب تک جو تراجم پیش کیے گئے ہیں ان ترجمہ نگاروں نے راست سنسکرت سے ترجمہ کرنے کے بجائے دوسری زبانوں جیسے ہندی اور انگریزی زبانوں کا سہارا لے کر اردو میں سنسکرت تصانیف کے ترجمے کیے ہیں۔اور بھی سنسکرت کی کئی تخلیقات کا اردو میں ترجمہ ہونا باقی ہے۔اردو ادب کا سنسکرت سے قدیم رشتہ ہے لیکن دونوں زبانوں کا ادبی لین دین دیگر زبانوں کے مقابلے میں کم ہے۔

یہاں پر پورانوں کے چند اردو تراجم کا ذکر کیا جارہا ہے ملاحظہ کیجیے:

1۔ بھاگوت پوران کا ''بھاگوت نظم اردو کے نام سے جگناتھ نشتر نے ترجمہ کیا تھا جو 1881ء میں نول کشور پریس لکھنو سے شائع ہوا۔

2- آتمہ پوران کا خلاصہ آتمہ پوران کے

نام سے بابا ہر پرساد نے اردو میں ترجمہ کیا تھا جو 1884ء میں نول کشور پریس لکھنو سے شائع ہوا۔

3۔ بھاگوت پوران کا اردو ترجمہ کنیت کیرانوی نے کیا تھا جو 1904ء میں شائع ہوا۔

4- سریمد بھاگوت کا ترجمہ نول کشور نے کیا تھا اور 1932ء میں نول کشور پریس لکھنو سے شائع کروایا تھا۔

5- گنیش پوران کا ترجمہ شنکر دیال فرحت نے کیا تھا جو 1883ء میں نول کشور پریس لکھنو سے شائع ہوا۔

6- سریمد بھاگوت کا ترجمہ شنکر دیال فرحت نے ترجمہ کیا تھا جو 1921ء میں شائع ہوا۔

7- سریمد بھاگوت کا ترجمہ پریتم نارائن شوق لاہوری نے کیا تھا جو جے ایس سنگت سنگھ لاہور سے شائع ہوا۔

8- شیو پوران کا ترجمہ شنکر دیال فرحت نے کیا تھا جو نول کشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔

9۔ بھاگوت پوران کے دسویں حصہ کا پریم ساگر نام سے للو جی لال نے ترجمہ کیا تھا جو

(ڈاکٹر شیخ عبدالغنی، سنسکرت ادب کے اردو تراجم (ایک مختصر جائزہ) سن اشاعت 2015، روشان پرنٹرس ودہلی، ص 7)

اس کے علاوہ بھی بہت سے تراجم ہوئے جن سے سنسکرت زبان کے اردو پر لسانی و تہذیبی اثرات کے جھلک نظر آتی ہے۔ اردو اور سنسکرت کے تراجم نظر آتے ہیں۔

حافظ وقاری ولی محمد زاہدؔ ہریانوی
بانی و جنرل سکریٹری بزمِ چراغ ادب، حیدرآباد۔ تلنگانہ

غزل

کسی محفل کا جب بھی ہم کبھی آغاز کرتے ہیں
تو حاصل حمد پڑھنے کا بھی ہم اعزاز کرتے ہیں

بلندی کو فلک کی چھو کے رہتے ہیں وہ خوش قسمت
حصولِ علم سے دُنیا میں جو پرواز کرتے ہیں

وطن کی سرزمیں پر بے بہا احسان ہے اُن کا
فدا سرحد پہ جا کر جان جو جانباز کرتے ہیں

میں کرتا بات جن اشعار میں ہوں دیش کی اپنے
وہی اشعار محفل میں مجھے ممتاز کرتے ہیں

یہاں کچھ لوگ ہیں اب بھی بٹھاتے ہیں سر آنکھوں پر
مگر کچھ خود غرض ہم کو نظر انداز کرتے ہیں

برابر سب کی کرتے ہیں ہم عزت یہ حقیقت ہے
غریبوں اور امیروں میں نہ ہم امتیاز کرتے ہیں

ہمیشہ راز کو تو راز ہی رکھتے ہیں ہم بے شک
کسی کا فاش اے ہمدم نہ ہرگز راز کرتے ہیں

ضرورت ہے محافظ کی نہ ہی کچھ خوف دشمن کا
غریبی پہ بھی اے زاہدؔ ہم اپنی ناز کرتے ہیں

ڈاکٹر ناظر حسین خان۔شعبۂ اردو کرائسٹ چرچ کالج دی مال، کانپور (یوپی)

پری ناز اور پرندے۔ایک تنقیدی مطالعہ (ساتویں اور آخری قسط)

ب۔ کہتے ہیں کہ جس کسی شخص یا اشیا کے تعلق سے کوئی بھی انسان مسلسل سوچتا ہے رات میں وہی سوچ اسی انسان کے خواب میں کسی نا کسی شکل میں آنے لگتی ہے یا کبھی کبھی وہم کی شکل میں بھی وہ اس سوچنے والے شخص کو دکھائی دینے لگتا ہے۔مثلاً بابا نے اپنی زندگی کا پورا حصہ یا تو پہاڑی میناؤں کی خدمت میں یا پھران کی فکر میں گزارا ہے اس لیے ان کو انہیں میناؤں کا خواب آنا یا پھران کی آواز کا وہم ہونا لازمی ہے:

''تم تو اس طرف گئے ہوگے، اب وہاں کچھ نہیں ہے۔'' بابا نے کہا۔پھر بولے:''فرنگیوں کی بنوائی ہوئی کچھ کوٹھیاں ہیں، وہ بھی خالی پڑی ہیں۔ میں دوسرے تیسرے ان کوٹھیوں کی طرف جاتا ہوں۔''

''کیوں؟''

''کیوں؟ ارے اپنی میناؤں کو دانہ پانی دینے اور کیوں ۔کبھی ان کوٹھیوں میں جانا تو دیکھنا ان کے فرشوں پر دانے سے بھری کٹوریاں ملیں گی اور پانی سے بھرے سکورے بھی۔'' یہ کہہ کر بابا نے کہا:

''ان میں ایک مینا۔۔۔''

''ایک مینا؟''

''کالے خان کو پوچھتی ہے اور اس کی بیٹی کو بھی۔''

ص۔۴۳۔۴۴

راوی جب بابا سے کہتا ہے:

''لیکن بابا۔۔۔ان کوٹھیوں میں مینا تو کوئی نظر نہیں آئی۔آپ نے کہا تھا آپ وہاں میناؤں کو دانہ دینے جاتے ہیں۔'' ص۔۵۶

تو بابا جواب دیتے ہیں:

''جو تمہارے لیے فاختہ ہے،وہی میرے لیے مینا ہے۔جو نگاہ میں بس جاتا ہے پھر وہی۔۔۔ہر طرف نظر آنے لگتا ہے۔'' بابا نے کہا۔''چالیس میناؤں کو بہت سال تک دانہ کھلاتے کھلاتے ہر چڑیا مجھے مینا لگنے لگی ہے۔''

ص۔۵۶

بابا نے اپنی زندگی کا زیادہ تر حصہ پرندوں میں گزارا ہے اس لیے بابا کے ساتھ اس طرح کا ہونا لازمی ہے۔ بابا بھی اسے تسلیم کرتے ہیں:

''فرنگیوں نے سب تباہ کر دیا۔ پہلے آدمی چن چن کر مارے۔پھران چوپایوں کو مارا جو رمنے سے باہر آکر گوروں پر جھپٹنے لگے تھے۔پھر وہ پرندے بھی نہیں چھوڑے جو پنجرے کے اندر تھے۔'' یہ بتا کر بابا نے ایک ٹھنڈی سانس لی پھر بولے:

''اُن کوٹھیوں میں انہیں مردہ پرندوں کی روحیں بھٹکتی ہیں۔'' ص۔۷۰

بابا ایک اور جگہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں، جب راوی کہتا ہے:

''چلیے سکندر باغ کی طرف چلتے ہیں۔ چڑیوں سے بھری ہوئی شاخیں دیکھیے گا تو کوٹھیوں کی چڑیاں بھول جائیے گا۔''

''پھر وہی بہلاوے کی باتیں۔بتا چکا ہوں وہ چڑیاں

طاؤس چمن کی بھٹکی ہوئی روحیں تھیں۔'' ص۔۲۳۱

راوی کا بھی یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے جس میں راوی ایسی ہی باتوں کا ذکر کرتا ہے:

''رات مجھے ٹھیک سے نیند نہیں آئی۔ پنجرے دیکھتے دیکھتے اور پنجروں کے بارے میں سوچتے سوچتے مجھے اپنا ٹھکانہ بھی ایک پنجرہ معلوم ہونے لگا۔ یہاں آتے وقت مجھے ایسا لگتا جیسے میں قید ہونے جا رہا ہوں اور یہاں سے نکلتے وقت محسوس ہوتا جیسے مجھے آزاد کیا جا رہا ہے۔ کسی نے مجھے کبھی بتایا تھا جن حالتوں سے ہم روز گزرتے ہیں وہ ہمیں ہر جگہ نظر آتے ہیں۔'' ص۔۱۶

مگر جس شخص نے کبھی بھی کسی چیز کو نہ دیکھا ہو، نہ سنا ہو ،اس کے حوالے سے کچھ پڑھا بھی نہ ہو، اس کے ساتھ اس طرح کا ہونا ایک تنقید طلب موضوع ہے۔ راوی کی بہن فریسہ کا واقعہ ملاحظہ کریں۔ راوی کہتا ہے:

''بابا ایک بات بتاؤں۔ میں نے اس پرندے کی طرف دیکھ کر کہا۔

''بتاؤ۔''

''فریسہ۔۔۔میری بہن کے خواب میں یہی پرندہ آیا تھا۔ ایک صبح جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کی زبان پر ایک شعر تھا اور اس شعر میں اسی پرندے کا نام تھا۔''

''کیا شعر تھا؟''

خواب کے اندر فریسہ کا عجب یہ خواب ہے
دوش پر اس کے گلہری ہاتھ میں سرخاب ہے'' ص۱۸۱

بابا مزید سوال کرتے ہیں:

''کیا سرخاب تمہارے یہاں پلا ہوا تھا؟'' ص۔۱۸۱

راوی جواب دیتا ہے:

''نہیں۔ اور فریسہ نے تو سرخاب کبھی دیکھا بھی نہیں۔'' ص۔۱۸۱

ایسے میں یہ سوال لازمی ہے کہ ایک پانچ چھ برس کی بچی فریسہ جس نے جس پرندے کا نام نہ کبھی سنا، نہ کبھی پڑھا اس کا نام اس کے خواب میں اور شعر کی شکل میں کیسے آیا؟ اس غیر توقع واقعے کو ذہن تسلیم نہیں کرتا۔ ایسا انسانی زندگی میں قدرتی طور پر نہیں ہوتا ہے، ناول نگار کا یہ طریقہ اس ناول کو ناول سے دور کرتے ہوئے داستانوں کی طرف سوچنے پر مجبور کرتا ہے، کیوں کہ عام طور پر داستانوں میں ہی ایسا ہوتا ہے۔

ج۔ ناول کے مطالعے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ناول میں ناول نگار نے کہیں کہیں کسی واقعے کے حوالے سے جلد بازی کر دی ہے۔ مثال کے طور پر فرش آرا کے گھر کے حوالے سے جب راوی پوچھتا ہے:

''آپ رہتی کہاں ہیں؟''

''جنہیں ہم نہیں جانتے انہیں نام بتاتے ہیں نہ ٹھکانہ۔'' ص۔۳۰

لیکن راوی سے دوسری ملاقات میں ہی فرش آرا، فلک آرا کو راوی سے ملانے کے لیے تیار ہو جاتی ہیں۔ دونوں کے درمیان کا یہ مکالمہ ملاحظہ کیجیے:

''اب ہماری اماں آپ سے مل سکتی ہیں۔'' لڑکی خوش ہوتے ہوئے بولی۔

''وہ تو کسی سے۔۔۔''

''نہیں ملتیں۔ لیکن وہ آگے کا قصہ جاننا چاہتی ہیں اور وہ بھی جاننا چاہتی ہیں جو لکھے ہوئے قصے میں ہے اور انہیں نہیں معلوم۔'' لڑکی نے کہا۔ پھر کہا۔ ''اگر انہیں معلوم ہو جائے کوئی ہے جو قصہ لکھنے والے تک پہنچ سکتا ہے تو وہ اس سے ضرور ملیں گی۔'' ص۔۶۲۔۶۳

یہاں پر ذہن سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ فلک آرا اور فرش آرا دونوں ماں بیٹی کسی سے نہیں ملتی ہیں، گھر کا پتا بھی کسی کو نہیں بتاتی ہیں لیکن جیسے ہی فلک آرا کو پتا چلتا ہے کہ راوی کالے خان کا قصہ لکھنے والے کی تلاش کرنے کی کوشش میں ہے، ابھی تلاش شروع بھی نہیں کی ہے، راوی سے ملنے کو تیار ہو جاتی ہیں۔ ماں بیٹی دونوں اکیلے ہی رہتی ہیں شہر میں ویسے بھی ان کے والد کے نام کے کئی دشمن ہیں جو آج بھی ان کی تلاش میں ہیں، فرش آرا اور راوی کا یہ مکالمہ ملاحظہ کریں:

''۔۔۔مجھے ذرا سی دیر ہوتی ہے تو ہولنے لگتی ہیں۔
کہتی ہیں ابا کے دشمن ابھی شہر میں موجود ہیں۔''
''صحیح کہتی ہیں۔ بابا بھی یہی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں اس وقت جو کالے خان کے دشمن تھے ان کی نسل آج بھی کالے خان کے دشمن ہیں۔۔۔'' ص۔۱۳۶

فلک آرا خود کرتی ہیں:

''اور یہ جو ہم ماں بیٹی یہاں رہتے ہیں یہ فرش آرا کی ہمت ہے۔ ہمارے گھر پر بہت سوں کی نظریں ہیں۔ مکان شاہی زمانے کا ہے، زمین تم دیکھ ہی رہے ہو اچھی خاصی ہے۔ ابا کے بعد پتا نہیں کہاں کہاں کے لوگ اسے اپنا بتانے آ گئے اور ہمیں ڈرانے دھمکانے لگے لیکن فرش آرا کے تیور دیکھ کر پیچھے ہٹ گئے۔ آگے کیا کریں گے نہیں معلوم۔'' ص۔۷۷

ایسے میں ابھی راوی کالے خان کا قصہ لکھنے والے کی تلاش کرنے کی سوچ ہی رہا ہے تلاش شروع نہیں کی ہے ماں کا راوی سے ملنے کو تیار ہونا اور بیٹی فرش آرا کا بھی اپنی ماں سے ملانے کے لیے راضی ہونا جلد بازی کی نشانی ہے۔ اس سے مصنف کی زود گوئی کا پتا چلتا ہے۔ اگر راوی قصہ لکھنے والے کی تلاش میں تھوڑا وقت دیتا، تلاش میں کچھ مثبت نتائج آتے اس کے بعد فلک آرا خود ہی ملنے کی بات کرتیں ایسے میں کہانی اپنی رفتار سے آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیتی۔ یہاں راوی کی شکل میں کوئی دشمن بھی تو ہو سکتا تھا جو کالے خان کی کہانی کے نام کا سہارا لے کر ان ماں بیٹی تک پہنچ جائے اور اپنی دشمنی نکالے۔ ناول نگار کو اس پہلو کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے تھی۔

موسم کے حوالے سے ایک اہم سوال:

ناول میں تیزی سے تبدیل ہوتے ہوئے موسم پر بھی ایک بڑا سوال قائم ہوتا ہے۔ جس وقت ناول شروع ہوتا ہے اس وقت مئی یا جون کی گرمی کا مہینہ دکھایا گیا ہے:

''اتوار کے روز بدن کو جھلسا دینے والی دھوپ میں پرندوں کے بازار سے گزرتے ہوئے اچانک میری نگاہ بیس بائیس برس کی عمر والی اس بہت خوب صورت لڑکی پر ٹھہر گئی۔۔۔۔'' ص۔۹

اس اقتباس سے یہ پتا چلتا ہے کہ ناول کے آغاز میں جس وقت کا منظر پیش کیا گیا ہے اس وقت مئی یا جون کا مہینہ رہا ہوگا۔ کیوں کہ لکھنؤ میں بدن کو جھلسا دینے والی گرمی مئی یا جون کے مہینے میں ہی پڑتی ہے۔ اس کے بعد ناول اپنی روانی سے آگے بڑھتا ہے۔ یہاں توجہ کی ضرورت ہے کہ ناول نگار نے ہر سین کے آغاز یا درمیان میں بہت ہی واضح انداز میں یہ ظاہر کیا ہے کہ کون سا واقعہ کتنے دنوں کے بعد کا ہے یا کوئی ایک کردار کسی دوسرے کردار سے کتنے دنوں کے بعد مل رہا ہے ۔ مثلاً اسی دن، اگلی صبح، دو روز بعد، چار دن بعد یا کچھ روز بعد وغیرہ۔ یعنی ناول نگار جو بھی سین بیان کرتا ہے وہ سین اپنے پچھلے سین سے کتنے دنوں کے بعد کا ہے یہ واضح لفظوں میں لکھا ہوا ہے اور تقریباً پورے ناول کے ہر سین میں دنوں کی وضاحت بہت صاف لفظوں میں درج ہے۔ ناول کے آغاز سے لے کر

سات حصے پڑھنے کے بعد جب ہم آٹھویں حصے میں داخل ہوتے ہیں اس وقت کا قول ملاحظہ کیجیے:

''سلطانِ عالم واجد علی شاہ۔ تم انہیں کی ملکیت میں کھڑے ہو۔'' یہ بتا کر مجھ سے پوچھا:

''کل تاریخ کون سی تھی؟''

''تیرہ۔''

''مہینہ کون سا ہے؟''

''فروری کا۔'' ص۔۳۶

ناول نگار نے جس واضح انداز میں ساتوں سین تک دنوں کے گزرنے کا ذکر کیا ہے سب کو گن لیا جائے تو کل ۳۰ یا ۴۰ دنوں سے زیادہ نہیں گزرے ہوں گے یا قاری اس کو اگر دو مہینہ بھی تسلیم کرلے تب بھی اتنی جلدی فروری مہینے کے آنے کا یقین نہیں ہوتا کیوں کہ جب پچھلی بار ناول نگار نے موسم کا ذکر کیا ہے اس وقت مئی یا جون کا مہینہ ہے اور محض دو مہینے میں فروری مہینے کا آنا ایک سوال پیدا کرتا ہے۔ ناول میں ناول نگار کے ذریعے موسم کے تبدیل کرانے کا یہ سلسلہ آگے بھی جاری ہے۔ اسی سین کے بعد جس میں فروری ماہ کا ذکر کیا گیا ہے اسی دن محض دن بھر کے واقعے کے گزرنے کے بعد راوی گھر پہنچتا ہے، اس کے بعد کا یہ جملہ ملاحظہ کریں:

''رات جب میں سونے کے لیے لیٹا تو رہ رہ کر مجھے ان ویران کوٹھیوں کے فرشوں پر رکھی ہوئی پانی کی ۔۔۔۔۔صبح جب میری آنکھ کھلی ۔۔۔۔۔اور سوچنا شروع کیا کہ آج کس طرف جاؤں۔۔۔'' ص۔۴۸

اس اقتباس کو شامل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ بس اتنا پتا چل سکے کہ یہ واقعہ فروری کے ذکر والے واقعے کے فوراً اگلے دن کا ہے، اسی لیے اسے مختصر میں پیش کیا گیا ہے۔

کس طرف جاؤں یہ سوچنے کے بعد راوی فرش آرا کے دروازے پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، فرش آرا دروازہ کھولتی ہے اور اپنے دروازے پر راوی کو دیکھ کر وہ پوری طرح گھبرا جاتی ہے اور اسی گھبراہٹ میں راوی کے کچھ پوچھے بغیر ہی جواب دیتی ہے:

''اس نام کا یہاں کوئی نہیں رہتا۔'' ص۔۵۰

چوں کہ راوی پہلی بار فرش آرا کے گھر پر بغیر بتائے ہوئے جاتا ہے اور اس کی ماں راوی کے سلسلے میں ابھی کچھ بھی نہیں جانتی ہیں اس لیے فرش آرا کا گھبرانا لازمی تھا اور اسی لیے گھبراہٹ میں وہ یہ جملہ بول دیتی ہے، مگر پھر ماں سے بہانہ کرکے باہر نکلتی ہیں:

''اماں گرمی بہت زیادہ ہے ہم باہر سے تھوڑی سی برف لے آئیں۔ نیبو کا شربت پئیں گے۔'' ص۔۵۰

ایک ہی دن کے بعد ناول میں پھر سے گرمی کا مہینہ آ گیا اور وہ بھی ایسی گرمی کہ شربت کے لیے برف کی ضرورت ہے، اگر واقعی گرمی کا موسم نہیں رہتا اور فرش آرا کے منہ سے گذشتہ جملے کا نکلنا راوی کو اپنے گھر پر پہلی بار دیکھ کر گھبراہٹ کی وجہ ہوتی تو ماں ضرور سوال کرتی، چوں کہ گرمی کا مہینہ تھا اس لیے ماں نے برف لانے کی اجازت دی۔ اسی سین کا فرش آرا کے ذریعے ایک اور جملہ ملاحظہ کیجیے جس سے پھر سے گرمی کے موسم کے ہونے کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

''میں برف کا بہانہ بنا کر نکلی تھی ۔۔۔ برف لے کر جا رہی ہوں۔ آپ کو ایک گلاس ٹھنڈا پانی بھی نہیں پلا سکی۔۔۔'' ص۔۵۱

یہ کہنے کے بعد فرش آرا راوی سے پھر کہتی ہیں:

''دھوپ بہت تیز ہے پیڑوں کی چھاؤں چھاؤں نکل

جائیے اور جہاں شربت کی دکان ملے شربت پی لیجیے گا۔'' ص۔۵۱

یعنی واقعی گرمی کا مہینہ پھر سے آ گیا ہے اور وہ بھی مئی جون کی گرمی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یا تو ایک یا ڈیڑھ مہینے میں پورے ایک برس گزر گئے یا پھر ناول کے آغاز میں ہم جہاں جس مہینے میں تھے وہیں پر ہیں، مگر بیچ میں فروری کا ذکر ابھی اپنے سوال کے ساتھ قائم ہے۔ اب اس بحث میں مزید آگے بڑھتے ہیں۔ ناول میں اس سین جس کی گزشتہ لائینوں میں گرمی کا ذکر کیا گیا ہے کے بعد کل گیارہ سین اور گزرتے ہیں۔ ان گیارہوں سین میں محض دو سین کو چھوڑ کر باقی نو سین میں بہت صاف لفظوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ کون سا سین کتنے دنوں کے بعد کا ہے اور اس سین کو پورا ہونے میں کل کتنے دن لگے ہیں۔ اگر قاری ان گیارہوں سین کو توجہ سے پڑھے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ گیارہوں سین میں کل ملا کر ۲۵ یا ۳۰ دن گزرے ہوں گے۔ اب ان تیس دنوں کے گزرنے کے بعد کا واقعہ ملاحظہ کیجیے:

''انہوں نے یہ کہہ کر کہ کر جاڑے میں چیزیں خراب نہیں ہوتیں کل شام ہی کو ناشتہ کھانا تیار کر کے اسے اچھی طرح ڈبّوں میں رکھ کر ان تھیلوں میں رکھ دیا تھا۔'' ص۔۲۰۸

یعنی کہ ایک مہینے کے بعد ہی پھر ٹھنڈی کا موسم آ گیا۔ آگے کے قول سے اس مہینے کی مزید وضاحت ہو جاتی ہے:

''ہم اندر والے کمرے میں پہنچے تو دیکھا ایک بہت چوڑے پلنگ کے ایک طرف بہو صاحب کے شوہر رضائی اور کمبل میں لپٹے ہوئے لیٹے ہیں۔ ان کا چہرہ کھلا ہوا تھا لیکن سر کو ایک گرم کپڑے سے لپیٹ دیا گیا تھا۔۔۔'' ص۔۲۱۷

اگر قاری اسے ایک مہینے کے بجائے دو مہینے کا گزرنا بھی تسلیم کر لے تب بھی اس ٹھنڈ مہینے کا آنا قابل قبول نہیں ہے، اس برف والی گرمی کے محض دو مہینے کے بعد ہی اتنی ٹھنڈی کیسے آ گئی یہ سوال ناول نگار کے تخلیقی قوت پر ایک سوالیہ نشان چھوڑ جاتا ہے یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ ناول نگار کی طرح اس ناول میں موسم بھی زود گو ہو گئے ہیں۔

مجموعی طور پر اگر ہم پورے ناول کا جائزہ لیں تو مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ناول نگار نے لکڑ ہارا، رام دین، ملاح، فلک آرا، راوی، ٹھیکیدار، ارجن، تانگے والا، بہو صاحب، بابا اور راوی وغیرہ کرداروں کے ذریعے بحث کے دوران جو بھی جملے یا الفاظ ادا کروائے ہیں ان تمام جملوں یا الفاظ کے استعمال کی بنیاد پر اس ناول کو ناول کے زمرے میں رکھنے یا نہ رکھنے کا کوئی سوال نہیں ہے، بلکہ ناول میں جو دیگر واقعات مثلاً ناول میں دکھائی جانے والی سہولتیں، کردار کی موت کے ساتھ ساتھ دیگر اتفاقات، ایک ہزار روپئے کا خرچ اور موسم کی تبدیلی وغیرہ یہ سب اس ناول کو ایک معیاری ناول کی صف سے الگ کرتے ہیں۔ دوسری طرف فریسہ کا خواب، راوی کا رات میں فرش آرا کے گھر کے حوالے سے سوچنا اور اگلے دن فرش آرا کے گھر پر اسی طرح کے حادثے کا ہونا وغیرہ واقعات اس ناول کو داستان کے قریب کرنے لگتے ہیں، کیوں کہ جس طرح ناول کی خصوصیت میں انسانی زندگی کی حقیقت کو پیش کرنا ہوتا ہے اسی طرح داستان کی خصوصیت میں مافوق الفطرت کا ذکر یا اسی طرح کے واقعات کا ذکر ہے جیسا کہ انیس اشفاق کے ذریعے فریسہ کا خواب اور راوی کا فرش آرا کے گھر کے حوالے سے سوچنا

اور پھر اس خواب کا اسی طرح سے دوسری طرف ہونا دکھایا گیا ہے ہوتا ہے۔ بنیادی طور پر پروفیسر انیس اشفاق کا یہ ناول نہ تو پوری طرح ناول کے معیار پر کھرا اترتا ہے اور نہ ہی اس کو داستان کی صف میں رکھ سکتے ہیں۔ راقم کے لیے اس ناول کو ان دونوں خانوں میں سے کسی بھی ایک خانے میں رکھنے کا فیصلہ کر پانا مشکل ہے۔ ہاں اس میں فلمی کہانی یا فلمی ناول کے عناصر پوری طرح غالب ہیں۔ اس لیے اس ناول کو فلمی یا ڈرامائی ناولوں میں رکھا جائے۔

یہ سوال نہ صرف اس ناول کے حوالے سے ہے بلکہ ایسا کوئی بھی ناول یا افسانہ جس کے حوالے سے ناقدین اُس تخلیق کو ناول یا افسانہ ہونے کا دعویٰ کریں اور اگر اُس تخلیق میں پوری طرح ناول یا افسانے کی خصوصیات سے ہٹ کر یعنی انسانی زندگی میں گزرنے والے واقعات کو مبالغے کے انداز میں خواہ وہ کسی بھی اعتبار سے جو انسانی زندگی میں ممکن نہ ہوں یا جسے انسانی ذہن قبول نہ کرے بیان کیا جائے یا اس میں داستانی عناصر ظاہر ہونے لگیں تو ایسی تخالیق کو ناول ،افسانہ یا داستان نہ کہہ کر ان کو ڈرامائی ناول، ڈرامائی افسانہ یا داستانی ناول کہا جائے۔ یہاں یہ بحث کا موضوع ہو سکتا ہے کہ آخر ان تخالیق کو ان تینوں میں سے کس خانے میں رکھیں، تو جس بھی تخلیق میں ناول، افسانہ یا داستان کے جو بھی عناصر زیادہ ہوں ان کو اسی نام سے یاد کیا جائے۔ یعنی اگر کسی ناول میں فلموں کی طرح ڈرامائی قصے زیادہ ہوں اور داستانی قصے کم ہوں تو اسے ڈرامائی ناول ،اگر کسی افسانے میں ڈرامائی واقعات زیادہ ہوں اور داستانی قصے کم ہوں تو اسے ڈرامائی افسانہ اور اگر کسی ناول میں داستانی عناصر زیادہ ہوں اور ڈرامائی عناصر کم تو اسے داستانی ناول کہا جائے۔

شائستہ مفتی

غزل

دامنِ چاک کو سینے کا ہنر رکھتے ہیں
ہیں جو خاموش، قرینے کا ہنر رکھتے ہیں

گرچہ خالی ہے تری بزم میں اپنا یہ ایاغ
ہم مگر آنکھ سے پینے کا ہنر رکھتے ہیں

آسمانوں سے ہماری تو کبھی بن نہ سکی
ہر ستم زار میں جینے کا ہنر رکھتے ہیں

تھی اماوس کی گھنی رات مگر آنکھوں میں
اشکِ خوں اپنے نگینے کا ہنر رکھتے ہیں

سوچ کی لمبی مسافت میں ٹھہر کر اک پل
خواب جیسے مئے و مینے کا ہنر رکھتے ہیں

اک سمندر کہ جو گہرا ہے ابد کی مانند
دل کے سب راز دفینے کا ہنر رکھتے ہیں

ایس۔ایم۔عارف حسین۔اعزازی خادم تعلیمات، مشیرآباد، حیدرآباد (عارضی مقیم ریاض، سعودی عرب)

اولاد کے لیے ''ایک باپ'' کی چُھپی محبت

اسلامی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مرد یعنی آدم علیہ السلام کی پسلی سے عورت یعنی حوا علیہ کو پیدا کیا ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ فطری طور پر انسان ایک دوسرے سے انتہائی محبت کرتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ ایک باپ اپنے بیٹے۔ بیٹیوں سے بے انتہا محبت کرتا ہے، ان کی معمولی سے معمولی خوشی میں اندرونی طور پر خوش ہوتا ہے اور ذرہ سی تکلیف میں اندرونی دُکھ محسوس کرتا ہے جس کا ثبوت اس کی آنکھوں سے بہتے وہ خاموش آنسوں ہوتے ہیں جس کا طبعی طور پر اظہار تو نہیں ہوتا پر یہ راست اللہ تک ضرور پہونچتے ہیں۔

اداس آنکھوں سے آنسوں نہیں نکلتے
یہ موتیوں کی طرح سیپیوں میں پلتے ہیں

جب ایک بچہ پیدا ہوتا ہے تب اس کے ماں۔ باپ کو بے انتہا خوشی ہوتی ہے، جوں جوں یہ بچہ رینگنا اور چلنا شروع کرتا ہے ماں باپ کو اس کے مزید بڑے ہونے یعنی جوان ہونے کی امید آگے بڑھتی ہے، جب ایک بیٹی بلوغیت کو پہونچتی ہے تب اس کو ایک شریف گھرانے کے باکردار لڑکے کے ساتھ شادی کرانے کی جستجو لگی رہتی ہے۔

دنیا کا ہر باپ چاہے خود اَن پڑھ ہی کیوں نہ ہو۔ مزدوری ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ وقت کا بدکردار فرد ہی کیوں نہ ہو اپنی اولاد کو اچھے سے اچھی تعلیم و تربیت دلانا چاہتا ہے جو اس کی عین ذمہ داری ہوتی ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک باپ اپنی اولاد کو تین وقت کی روٹی مہیا کرنے۔ خاص کر بیٹی کی معیاری شادی۔ بیاہ کرنے۔ اولاد کے لیے اچھی تعلیم کا انتظام کرنے کبھی چبھتی دھوپ میں مزدوری کرتا ہے تو کبھی مال کے انتظام میں کسے کے پاس قرض لینے کے لیے ان کے پاؤں پر گر جاتا ہے جس کا علم اولاد کو قطعی نہیں ہوتا۔

جب بیٹے۔ بیٹیاں پڑھ لکھ کر قابل بن جاتے ہیں تب باپ کو ایک جانب ذہنی خوشی ملتی ہے تو دوسری جانب ان کی معاشی مضبوطی کے ساتھ اچھے گھرانے میں شادی کروانے کی فکر شروع ہو جاتی ہے۔

بلاشبہ ماں اور باپ دونوں اپنی اولاد سے بے انتہا پیار کرتے ہیں، ایک ماں کے ظاہری برتاؤ سے دنیا کو اس کی محبت کا پتہ چل جاتا ہے پر ایک باپ کا پیار دنیا کو نظر نہیں آتا چونکہ وہ اس کے احساسات میں چھپا ہوتا ہے جو حرکات سے ظاہر نہیں ہوتا، اسی لیے دنیا کو ایک باپ کے پیار کا اندازہ نہیں ہوتا پر دنیا کا ہر باپ اس سے انکار نہیں کرسکتا کہ ایک باپ کا اپنی اولاد سے پیار ایک ماں کے پیار سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ اس کیفیت کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ جب بیٹے کسی معاشی مشکلات جیسے ملازمت کی تلاش یا کسی تجارت میں نقصان کا سامنا کرتے ہیں اور

جب بیٹیاں شوہر اور سسرالی افراد کی جانب سے جسمانی و ذہنی تکالیف کا سامنا کرتی ہیں تب باپ اندرونی طور پر خوب روتا ہے اگرچیکہ ظاہری طور پر اس کے آنسوں نہیں بہتے پر اس کے سینہ سے سسکیاں ضرور نکلتی ہیں جس کی آواز کو زمانہ تو سن نہیں پاتا پر اللہ تعالیٰ ضرور سنتا ہے اور نتیجہ میں باپ کے ارمانوں کو پورا کرتا ہے۔

اولاد کی ہر تکلیف چاہے کمائی سے متعلق ہو یا صحت سے متعلق ہو یا معاشرہ کی جانب سے ان کی عزت پر راست یا پیچھے سے انگلی اٹھائی جاتی ہے تب ایک باپ کو ذہنی ٹھیس پہونچتی ہے۔ ایسے موقع پر باپ الفاظ کے استعمال سے ان افراد کے لیے بددعا نہ بھی کرے پر اس کے سینہ سے اٹھنے والی آہ اللہ تعالیٰ تک ضرور پہونچتی ہے جس کے نتیجہ میں انگلی اٹھانے والے افراد اس دنیا میں بدترین حالات کا سامنا کرتے ہیں اور نتیجہ میں ان افراد کی زبانوں کو تالے لگ جاتے ہیں۔

اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اولاد خاص کر بیٹے جب مالی اعتبار سے ترقی کرتے ہیں یا اپنی ملازمت میں ترقی پاتے ہیں اور انہیں اعزازات سے نوازا جاتا ہے تب معاشرہ کی جانب سے عزت افزاء ہوتی ہے اس پر ایک باپ کو دلی خوشی ہی نہیں ملتی بلکہ اس کا سینہ فخر سے اونچا ہوتا ہے جس کا وہ حقدار ہوتا ہے۔

جب ایک بیٹی شادی کے بعد ماں باپ کے گھر سے وداع ہوتی ہے تب ایک باپ دنیا والوں کے سامنے خوشی کا اظہار تو کرتا ہے، پر بیٹی کی جدائی سے اندرونی طور پر ٹوٹ جاتا ہے جس کے نتیجہ میں آنسوں بہتے ہیں پر وہ دکھائی نہیں دیتے چونکہ باپ ان کو پی جاتا ہے تاکہ بیٹی کی ہمت نہ ٹوٹے جب بھی ایک بیٹی ماں- باپ کے گھر آتی ہے تب ماں کے ساتھ ساتھ بالخصوص باپ کو نظریاتی و روحانی خوشی ملتی جسکا ثبوت ایک باپ کی آنکھوں میں دفن آنسوں ہی ہوتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ محسوس کرتا ہے، جب جب بیٹیاں گھر سے وداع ہوتی ہیں ایک باپ اپنی بیٹیوں کو اپنے سینہ سے لگا لیتا ہے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دے کر وداع کرتا ہے جب کہ اس کی آنکھوں سے بیساختہ آنسوں بہے بغیر نہیں رہتے، یقیناً یہ آنسوں اللہ تعالیٰ تک پہونچکر بیٹی و باپ کی تسلی کا سامان کرتے ہیں، اس کے علاوہ گھر سے وداع ہونے والی بیٹی کی معمولی سے معمولی تکلیف اور خوشی بھی ایک باپ کو آنسوں بہانے پر مجبور کرتی ہے جس کا سامنا دنیا کی ہر بیٹی کا باپ کرتا ہے، یہ کہنا درست ہوگا کہ ''آنسوؤں کا بہنا'' بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ''ایک عظیم نعمت'' ہے ورنہ انسان اندرونی طور پر گھٹ گھٹ کر دم توڑ دیتا۔

ہمارے پیغمبر حضور صلعم کا اپنی بیٹی سے بے انتہا محبت کا وہ عمل کہ جب بھی آپ صلعم باہر سے گھر تشریف لاتے پہلے اپنی بیٹی فاطمہؓ کو یاد کرتے اور گلے لگاتے اور جب بیٹی گھر سے رخصت ہوتی از خود دروازہ تک جا کر رخصت فرماتے جو ''ساری انسانیت'' کے لیے ''عملی تربیت'' ہے۔

دنیا کی ان ماؤں اور خاص کر باپوں کا کیا حال ہوگا جن کی بیٹی خدانخواستہ طلاق کا سامنا کرتی ہے، یہ حقیقت ہے کہ ایک مطلقہ بیٹی کا باپ اپنی دولت لٹا کر اور عاجزی والے برتاؤ سے بیٹی کی خوشی واپس لانا چاہتا ہے، زمانہ گواہ ہے کہ ایک باپ اپنی بیٹی کی خوشی کو لٹانے اور معاشرہ میں

ڈاکٹر شمائلہ آفرین نظر

غزل

کیسے اُس نے اس اذیت کو گوارا کرلیا
توڑ کر رشتہ عزیزوں سے کنارا کر لیا

لیجئے نہ امتحان صبرو تحمل کا مرے
جھونپڑی میں زندگانی کا گزارا کر لیا

حق محبت کا کیا اس طرح سے ہم نے ادا
نفع بخشا ان کو اور اپنا خسارا کرلیا

شوئی تقدیر تھی کُچھ کُچھ ہماری بے بسی
ساتھ خوشیاں چھوڑ دیں غم کو سہارا کرلیا

کرلیا مجھ سے جدا ہونے کا اُس نے فیصلہ
راہ میں نے بھی بدل لی اور کنارا کرلیا

گھر گئی جب ظلمتوں میں زندگی میری نظر
میں نے خود روشن مقدر کا ستارا کرلیا

عزت کی حفاظت کے لیے اپنی جان تک کو داؤ پے لگا چکا ہے اور لگا تار ہے گا جو خونی رشتہ کی محبت کا عین ثبوت اور ایک فطری امر ہے۔

جب بیٹے روزگار حاصل کرنے کے لیے اپنے وطن سے ہزاروں میل دور کا سفر کرتے ہیں تب ماں باپ کو ان کی ودائی اور دوری دن رات ستاتی ہے پر یہاں اللہ تعالیٰ کا فضل کام کرتا ہے جس کے نتیجہ میں اولاد سے دوری کو برداشت کرنے کی طاقت ملتی ہے۔

احساس کرنے کی ضرورت ہے کہ ان ماں باپ کے دلوں کا کیا حال ہوگا جن کی نظروں کے سامنے ان کی اولاد اللہ کو پیاری ہو چکی ہے، ایسی کیفیت میں ماں باپ طبعی طور پر تو زندہ نظر آتے ہیں پر ذہنی طور پر وہ ضرور مردہ ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دنیا کے ہر ماں- باپ کو ان کی اولاد کی خوشیاں دیکھنے کا موقع عنایت فرمائے اور اولاد کو ''آنکھوں کی ٹھنڈک'' کا ذریعہ بنائے جس کی طلب کا ذکر ''قرآنی دعا'' میں موجود ہے۔ خدانخواستہ خدانخواستہ اولاد کو دنیاوی تکالیف کا سامنا ہو تو ماں باپ کو صبرِ جمیل عطا کرے آمین۔

حیات ایک مستقل غم کے سوا کچھ بھی نہیں شاید
خوشی بھی یاد آتی ہے تو آنسوں بن کے آتی ہے

☆☆☆

سید عظمت اللہ بیابانی۔ وجئے نگر کالونی، حیدرآباد

رمضان۔سمندر کے اُس پار

شمع محمدیؐ کے پروانے کہیں سیاہ مائل ہیں تو کہیں گورے چٹے اور کہیں زردی مائل ہیں تو کہیں گندمی لیکن اسلامی جذبے وولولے سے سرشار ہوتے ہیں۔ان پروانوں کا مسکن کہیں عالیشان اور فلک بوس ہے تو کہیں عاجزی وانکساری کو لپیٹے ہوئے ہے۔یہی نہیں سرد سے سرد مقامات میں ذکر الٰہی کی تپش کو گلے لگائے ہیں تو گرمیلے علاقے کے پروانے رحمتِ خداوندی کی ٹھنڈی چھاؤں میں گذر بسر کرتے ہیں۔خداوند کریم کی مصلحت کو کون سمجھے۔کبھی اس متبرک ماہِ مقدس رمضان المبارک کی آمد بدلتے ہوئے دنوں میں ہوتی رہتی ہے اور ہر زمانے کے پروانوں کو اس عبادت میں بھی شکر گذار ہونے کا موقع دیتی ہے۔

ہمیں سات سمندر پار جہاں نصرانیوں کا غلبہ ہے وہاں رمضان المبارک بتانے کا خدائے قدوس نے تین مرتبہ موقع عطا فرمایا جیسے "Birds of the Same Feather,Flock together" یہاں پر (امریکہ) ملتِ اسلامیہ قریب سے قریب تر ہوجاتے ہیں۔میلوں سفر کرکے مسجدیں آباد کرتے ہیں۔ خاص طور سے مغرب وعشاء۔ اٹلانٹا (Atlanta) کے شہر ناکیسول (Knoxwil) میں تب ہمارا قیام تھا۔زمین پوری برف میں ڈھکی ہوئی تھی۔موٹر گاڑیوں کے پہیوں کو تک زنجیروں کی گرفت میں رکھ کر برفیلے سطح پر چلایا جاتا تھا۔جب ہم عشاء وتراویح کے لئے مسجد میں داخل ہورہے تھے تب برفیلی سطح پر پھسل کر اوندھے منہ گرنا پڑا۔ وہاں کے شیخ کو جب ہم نے افطار کے لئے مدعو کیا جو غالباً ملک مصر کے رہنے والے تھے۔ ہمارے حیدرآبادی کھانوں کو بہت پسند کیا۔روٹی۔حلیم میں ڈبا کر کھانا شروع کیا۔لیکن ایک عجیب بات ہم نے یہ دیکھی کہ تراویح میں امام صاحب کی قراءت کے ساتھ ساتھ مقتدیوں میں کچھ ایسے بھی لوگ دیکھے جو ہاتھ میں قرآن شریف تھامے دیکھتے ہوئے شاید قاری کی قراءت پر غور کرتے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔زنانہ کو بھی Sisters Hall میں تراویح ادا کرنے کا معقول انتظام تھا۔ہم نے اسی ماہِ رمضان میں یہود ونصاریٰ اور ہندوستانی غیر مسلم کو بھی وقتِ واحد میں مدعو کیا اور اپنے اسلامی شعار ظاہر کئے۔ یہ حضرات کافی متاثر ہوئے۔

نیویارک کے ٹائمز سکوایر (Times Square) کے سبزہ زار پہ ہم نے نمازِ عصر ادا کی اور متصل مجسمۂ آزادی (Statue of Liberty) دیکھنے چلے گئے۔جیسے جیسے مغرب کا وقت قریب آتا گیا ویسے ویسے ٹھنڈک میں اضافہ ہوتا گیا اور موسم بہت ہی سرد ہوتا گیا یہاں تک کہ ہم نے اپنے آپ کو موٹر میں قید کرلیا اور ہیٹر (Heate) کی مدد لی۔ موٹر میں بیٹھے بیٹھے ہمیں افطار کرنا پڑا۔اس مجسمے کے آس پاس پانی کے کنارے شائقین کے بیٹھنے کے اچھے انتظامات ہیں۔ہم اس ارادے سے یہاں پہنچے کہ باہر بیٹھ کر ہم افطار کریں لیکن سردی کی شدت کی وجہ سے ہم نے موٹر میں ہی ہیٹر کی مدد میں افطار کیا۔

کیلیفورنیا اسٹیٹ بہت ہی معتدل ہے۔کرسمس کے دن

برفباری کا ہونا یہاں کے مقامی لوگوں کے لئے بہت ہی نیک شگون ہوتا ہے۔ہم نے اس جگہ بہت ہی اطمینان سے اپنے حیدرآباد جیسے موسم میں یہ ماہِ مقدس گذارا۔ جگہ جگہ ہندوستانی ہوٹلوں کو پایا۔ ہم نے افطار کے بعد ایک غیر مسلم ہندوستانی ہوٹل میں کھانا کھایا۔ کھانے کا مزہ اُس وقت دوبالا ہوگیا جبکہ کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے ایک آندھرائی نے جب اپنے سرور کو تلگو میں کچھ غیر مہذب الفاظ سے مخاطب کیا۔ سوائے ہمارے اس ہوٹل میں پورے کے پورے انگریز تھے۔ چونکہ ہمیں تلگو سے تھوڑی بہت واقفیت تھی ہم نے جاتے جاتے اس کاؤنٹر پر بیٹھے آندھرائی کا مہمان نوازی کا تلگو میں شکریہ ادا کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اس اسٹیٹ میں کافی ہندوستانی رہتے ہیں ایک مسجد سے دوسری مسجد کا فاصلہ کئی کئی میل کا ہے۔ ہم نے ''اگربتی والی'' مسجد بھی دیکھی اور بغیر اگربتی والی بھی۔ خاص کچھ ایسی مسجدیں ہیں جہاں پر اگربتی کا جلانا ایک روزانہ کا معمول ہے۔ افطار کے لئے اکثر مساجد میں یا تو پاکستانی ہوٹلوں کا کھانے کا انتظام رہتا یا کسی اور مسلم قوم جیسے آفریقی مسلمان، مصری یا عربوں کے ہوٹلوں کا، اکثر مصلیانِ مسجد اپنے اپنے گروپس سے پیسہ اکٹھا کرکے جو پورے مہینے کے لئے گروپ بہ گروپ طے شدہ تواریخ میں افطار و کھانے کا انتظام ہوتا رہتا ہے۔ یہ دیکھ کر ہمیں بہت تعجب ہوا کہ شروع رمضان میں ہی پورے رمضان کے مہینے کا نظم ہو چکا ہوتا ہے۔

اسلامی کیلنڈر کی گوناگوں خصوصیات میں یہ ایک مخصوص بات ہے کہ اس کے مہینے گرما اور سرما کے انتہائی موسموں میں ہر سال بدلتے رہتے ہیں جیسا کہ غیروں کے ہاں ایک تہوار ہمیشہ سے ماہِ ڈسمبر میں ہی آتا ہے۔ اس کے بہ نسبت ہماری عیدیں کبھی سرما میں کبھی معتدل موسم میں تو کبھی گرما میں آتی ہیں۔ دنیا کے ہر قطعے کے لوگ اس کو اپنی حیثیت کے لحاظ سے شان وشوکت میں اپنے آپ کو ملوث کرنے کا موقعہ پاتے ہیں۔

عاطف جاوید عاطف

غزل

حسین چہرہ قتیل آنکھیں
دلیل، منطق، وکیل آنکھیں

یہ تشنہ کاموں کی خانقاہیں
ہیں آبِ خُم کی سبیل آنکھیں

مجاورِ آبِ انگبیں ہیں
سبُو، سمندر، یہ جھیل آنکھیں

میں خواب بن کے گزر رہا ہوں
وہ لاکھ کر لے فصیل آنکھیں

پرائے زخموں کی پرورش میں
لو ہو گئیں خود کفیل آنکھیں

ہیں اس اندھیرے میں کہکشائیں
میں دے رہا ہوں دلیل، آنکھیں

رمضان نہ صرف بھوک و پیاس کا احساس دلاتا ہے بلکہ صبر کی تلقین دیتا ہے، اللہ اور اس کے رسول کی قربت کا احساس دیتا ہے اور سب سے اہم بات اجتماعی زندگی کے پہلوؤں کو روشن کرتے ہوئے آپس میں بھائی چارگی پیدا کرتا ہے۔

سید علقمہ عرشی۔بنارس

ڈاکٹر تابش مہدی (1951ء–2025ء): مختصر سوانحی خاکہ

ڈاکٹر تابش مہدی اردو زبان و ادب کی ایک معتبر اور نمایاں شخصیت تھی جنھوں نے بطور شاعر، نقاد، صحافی، اور مصنف اپنے عہد میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ ان کی علمی، ادبی، اور تخلیقی خدمات نے اردو ادب میں ایک نئی جہت پیدا کی۔ ان کی زندگی کا ہر لمحہ ادب و علم کے فروغ کے لیے وقف رہا اور ان کا کام آنے والی نسلوں کے لیے ایک روشن مثال ہے۔

آغاز زندگی اور تعلیمی حالات

تابش مہدی 3 جولائی 1951ء کو پرتاپ گڑھ، اتر پردیش، بھارت میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام رفیع الدین تھا۔ تابش کا تاریخی نام نعیم اختر تھا۔ مکمل نام مہدی حسن تابش تھا؛ مگر وہ اپنے قلمی نام تابش مہدی سے معروف ہوئے۔

ابتدائی تعلیم 1964ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ پرتاپ گڑھ سے حاصل کی۔ 1966ء اور 1967ء میں بالترتیب مدرسہ سبحانیہ، الہ آباد اور مدرسہ تعلیم القرآن، حسن پور مراد آباد سے تجوید و قرائت کی تعلیم مکمل کی۔

تعلیمی اسناد

☆ 1970ء: مولوی (عربی)—عربی و فارسی بورڈ، الہ آباد۔

☆1978ء: منشی (فارسی)—عربی و فارسی بورڈ، الہ آباد۔

☆ 1980ء: کامل (فارسی)—عربی و فارسی بورڈ، الہ آباد۔

☆1971ء: عالم دینیات (اردو)—جامعہ دینیات، دیوبند۔

☆ 1977ء: ادیب ماہر (اردو)—جامعہ اردو، علی گڑھ۔

☆ 1985ء: ادیب کامل (اردو)—جامعہ اردو، علی گڑھ۔

☆ 1989ء: ایم اے (اردو)— آگرہ یونیورسٹی۔

☆1997ء: پی ایچ ڈی (اردو تنقید) جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی۔

ان کے اساتذۂ سخن میں کئی نامور شخصیات شامل تھیں جن میں شہباز امروہوی، بلالی علی آبادی، سروش مچھلی شہری، ابو الوفاء عارف شاہ جہاں پوری، اور عامر عثمانی قابل ذکر ہیں۔

ذاتی زندگی

ڈاکٹر تابش مہدی کی ازدواجی زندگی کا آغاز 18 مئی 1979ء کو ہوا، جب ان کا نکاح دیوبند کے معروف خاندان کی فرد راضیہ عثمانی بنت ممتاز احمد عثمانی بن اشتیاق احمد قاسمی عثمانی سے ہوا۔ ان کی سات اولاد ہے، جن میں دو بیٹے (شاہ دانش فاروق فلاحی، شاہ اجمل فاروق ندوی) اور پانچ بیٹیاں (ثمینہ تابش صالحاتی، طوبیٰ کوثر صالحاتی، یمنیٰ کلثوم، نعمیٰ کلثوم) شامل ہیں۔

پیشہ ورانہ زندگی

تدریسی خدمات

تابش مہدی کی تدریسی زندگی کا آغاز جولائی 1971ء میں ابوالکلام آزاد کالج، پرتاپ گڑھ سے ہوا۔ تدریسی خدمات کا سلسلہ مختلف اداروں میں جاری رہا:

☆1971ء تا 1973ء: ابوالکلام آزاد کالج، پرتاپ گڑھ۔

☆1974ءتا1978ء: دارالعلوم، امروہہ۔

☆1986ءتا1990ء: جامعۃ الفلاح، بلریا گنج، اعظم گڑھ۔

☆اپریل2018ءتاوفات: اسلامی اکادمی جماعت اسلامی ہند، دہلی میں فن تجوید وقرائت کی تدریس۔

صحافتی خدمات

تابش مہدی نے اردو صحافت میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں، مختلف جرائد اور رسائل سے وابستگی رہی:

☆ مدیر: پندرہ روزہ ''پیغام حق''، پندرہ روزہ ''اجتماع''، ماہنامہ ''الایمان''۔

☆ معاون مدیر: ماہنامہ ''گل کدہ' بدایوں (اعزازی)، ماہنامہ ''ذکریٰ'' رامپور، ''تجلی''، ماہنامہ ''زندگی نو'' نئی دہلی، ماہنامہ ''ایوان اردو'' نئی دہلی، ماہنامہ ''کتاب نما'' دہلی۔

☆ رکن ادارت: ماہنامہ ''پیش رفت'' (2002ءتا وفات)۔

''مشیر اعزازی و رکن ادارت: سہ ماہی ''کاروان ادب''، لکھنؤ (جنوری2005ءتاوفات)۔

ادبی وعلمی اداروں سے وابستگی:

تابش مہدی درج ذیل علمی وادبی اداروں سے گہرے طور پر منسلک رہے:

☆1991ءتا2009ء: ایڈیٹر مرکزی مکتبۂ اسلامی، دہلی۔

☆سابق نائب صدر ورکن اساسی، ادارۂ ادب اسلامی ہند۔

☆ چیئرمین ادبیات عالیہ اکادمی، لکھنؤ۔

☆ بانی رکن ابوالکلام آزاد انٹر کالج، پرتاپ گڑھ۔

☆ رکن عالمی رابطۂ ادب اسلامی، ہند

قلمی وادبی کاوشیں

تابش مہدی کی ادبی خدمات میں 55 سے زائد تصانیف ہیں جن میں شاعری، تنقید، تحقیق، تجزیہ، اور سفرنامے شامل ہیں۔

شعری مجموعے:

1. نقش اول (1971ء)
2. لمعات حرم (1975ء)
3. سرود حجاز (1977ء)
4. تعبیر (1989ء)
5. سلسبیل (2000ء)
6. کنکر بولتے ہیں (2005ء)
7. صبح صادق (2008ء)
8. طوبیٰ (2012ء)
9. غزل نامہ (2011ء)
10. مشک غزالاں (2014ء)
11. رحمت تمام (2018ء)
12. غزل خوانی نہیں جاتی (2020ء)
13. دانائے سبل (2023ء)

تنقیدی کتب:

1. مولانا منظور نعمانی کی تصویر (1980ء)
2. جماعت اسلامی حقیقت کے آئینے میں (1981ء)
3. تبلیغی نصاب-ایک مطالعہ (1983ء)
4. تبلیغی جماعت اپنے بانی کے ملفوظات کے آئینے میں (1985ء)
5. اردو تنقید کا سفر (1999ء)

6. نقد غزل (2005ء)

7. تنقید و ترسیل (2011ء)

تجزیے:

1. صل علی صل علی (1992ء)
2. میرا مطالعہ (1995ء)
3. شفیق جونپوری–ایک مطالعہ (2002ء)
4. رباب رشیدی–ایک سخن ور پیارا سا (2006ء)
5. عرفانِ شہباز (2014ء)
6. حالی شبلی اور اقبال (2017ء)

سفر نامہ:

وہ گلیاں یاد آتی ہیں (2007ء)

حاصل شدہ اعزازات

تابش مہدی کو ان کی علمی و ادبی خدمات پر کئی اعزازات سے نوازا گیا، جن میں سے بعض کا ذکر درج ذیل ہے:

1. حضرت حسان ایوارڈ (2005ء)– کل ہند حمد و نعت اکادمی، دہلی
2. شان ادب ایوارڈ (2011ء)–بزم ادب دیوبند
3. نشان اردو (2013ء)–اردو اکادمی نیپال۔
4. راسخ عظیم آبادی ایوارڈ (2013ء)–بہار اردو اکادمی، پٹنہ۔
5. ضیاء فتح آبادی ایوارڈ (2014ء) – مہر فاؤنڈیشن، دھولیہ، مہاراشٹر
6. فریو واہی ایوارڈ (2014ء) – فریو واہی اکادمی، الہ آباد
7. ایوارڈ برائے اردو شاعری (2015ء) اردو اکادمی دہلی
8. قومی یک جہتی ایوارڈ بہ خطاب افتخار ادب (2021ء)–بزمِ اردو، سیتاپور۔
9. علامہ اقبال ایوارڈ برائے شعر و ادب (2021ء) –اردو ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن، انڈیا۔

وفات

ڈاکٹر تابش مہدی کی وفات 22 جنوری 2025ء کو 74 برس کی عمر میں دہلی کے میکس ہاسپٹل میں ہوئی، جہاں وہ دل اور گردے کی بیماریوں کے علاج کے لیے زیر علاج تھے۔ ان کا انتقال 22 جنوری کی صبح دس بجے ہوا۔ ان کی علمی اور ادبی خدمات اردو زبان و ادب کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں جو ہمیشہ زندہ رہیں گی اور آنے والے دور میں بھی اردو ادب کے چراغ کو روشن رکھیں گی۔ ان کے لواحقین میں ان کی بیوہ اور چھ اولادیں شامل ہیں، جن میں ایک صاحبزادی ڈاکٹر ثمینہ تابش مانو حیدرآباد میں پروفیسر ہیں۔ ان کی تجہیز و تکفین دہلی کے شاہین باغ قبرستان میں کی جائے گی۔

☆☆☆

رمضان مبارک

ماہِ رمضان المبارک آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا

مل گئی پھر ہم کو نورانی فضا
نیکیوں کی ہر طرف پھیلی ضیا
گونج اٹھی ہے ہر طرف حمدوثنا
ہے لبوں پر مرحبا صد مرحبا

ماہ رمضان المبارک آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا

بھوک سے کرنا ہے سمجھوتا ہمیں
دل کو دیتا تقویت روزہ ہمیں
اپنے رب سے کرنا ہے سودا ہمیں
نفع ملتا ہے کئی دُگنا ہمیں

ماہ رمضان المباک آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا

روح کو مل جائیں گی خوشیاں تمام
ہوگا افطار و سحر کا اہتمام
حق تعالیٰ سب کرے گا انتظام
جس نے بخشا ہے ہمیں ماہ ِصیام

اقبالؔ درد۔ ورنگل،تلنگانہ۔انڈیا

ماہ رمضان المبارک آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا

منشائے ایزدی ہے اور ہم
انگنت جس نے کیئے ہم پر کرم
جس نے بخشا رتبۂ خیر الانم
بانٹتا ہے اب ہمیں اوروں کا

ماہ رمضان المبارک آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا

کرلو انعامات کی تیاریاں
غمزدوں کی کچھ نہ کچھ غمخواریاں
نیکیوں کے واسطے تیاریاں
درد جنت کے لئے معماریاں

ماہ رمضان المبارک آگیا
ہر طرف رحمت کا بادل چھا گیا

حرا کی گونج نورِ نبوت کی شکل میں پوری دنیا کو منور کر رہی ہے

جلسہ تکمیلِ حفظ قرآن مجید، دستار بندی اور فروغِ تعلیم سے علماء کا خطاب

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم شاہین نگر میں مفتی امداد الحق بختیار قاسمی استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم حیدرآباد تکمیل حفظ قرآن مجید کا آخری سبق پڑھاتے ہوئے۔

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد کے زیر انتظام مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادئ عمر شاہین نگر حیدرآباد میں جلسہ تکمیلِ حفظِ قرآن مجید، دستار بندی اور فروغِ تعلیم کا انعقاد کیا گیا، جلسہ کا آغاز محمد کاشف متعلم مدرسہ ہذا سے ہوا اور نذرانۂ نعت حافظ محمد ابصار متعلم مدرسہ ہذا نے پیش کیا۔ مقررین میں الحاج سید عظمت اللہ بیابانی صاحب خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں مسلکی اختلاف میں نہیں الجھنا چاہیے؛ بلکہ علم وہنر مذہبی وعصری تعلیم محنت سے حاصل کرنا چاہیے؛ کیونکہ تعلیم ہی معاشرہ کو بنانے کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ ڈاکٹر مختار احمد فردین صدر آل انڈیا اُردو ماس سوسائٹی فار پیس نے شبلی ایجوکیشنل ٹرسٹ کے کاموں کی تعریف کی اور حفاظِ کرام کو مبارک بادی پیش کی اور زبان اُردو کو زیادہ سے زیادہ پڑھنے اور پڑھانے اور پھیلانے پر زور دیا۔ مولانا مفتی محمد فاروق قاسمی صدر علماء کونسل بانی وناظم دارالعلوم وجے واڑہ آندھرا پردیش نے قرآن کی اہمیت، مدارس کی اہمیت اور حفاظ کا بہت بلند مقام ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا کی یہ حفاظ اللہ کی طرف سے منتخب کردہ ہیں اس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں، کیونکہ یہ کلام اللہ کی ذات سے نکلا ہے یہ ان کے سینوں میں محفوظ ہوگیا ہے۔ پروفیسر ڈاکٹر عبد القدوس ٹرسٹی شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ نے حفاظ کرام، اساتذہ وعملہ کو مبارک باد دی اور ٹرسٹ کے عزائم ومقاصد کا ذکر کیا۔ شاعر اسلام قاری محمد ولی زاہد ہریانوی نے نظم اور نعت کے ذریعہ سماع باندھ دیا اور مفتی محمد اشرف قاسمی استاذ

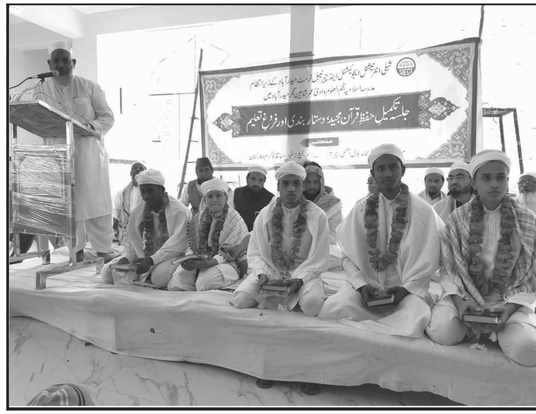

المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد نے قرآن مجید کے پڑھنے اور پڑھانے کو دنیا اور آخرت کے حساب سے سب سے بہترین کام قرار دیا۔ مفتی امداد الحق بختیار قاسمی استاذِ حدیث دارالعلوم حیدرآباد نے اپنے پر مغز اور پر جوش خطاب میں قرآن مجید اور تعلیم کی اہمیت اور حفاظ کرام کے مقام کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اسی قرآن مجید نے اور اس کے ماننے والوں نے پوری دنیا میں انقلاب برپا کیا ہے اور آج ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ہمارے لیے اس قرآن مجید میں رہنمائی کا پورا نسخہ موجود ہے۔ آپ ہی نے پانچ خوش نصیب حفاظ کرام کا آخری سبق پڑھایا اور قرآن مجید کی تکمیل کرائی۔ صدر جلسہ استاذ الاساتذہ مولانا محمد نور العین صاحب قاسمی سابق استاذ حدیث دارالعلوم سبیل السلام حیدرآباد نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ قرآن مجید یہ اللہ کی کتاب ہے، اس کے لیے عوام کو ہر طرح سے مدد کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے اور حفاظ کرام کو مبارک باد دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ اسی امانت کی حفاظت کریں اور استقامت کے ساتھ زندگی گزاریں۔

ٹرسٹ کے چیرمین ناظم مدرسہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی نے فرمایا کہ حرا کی گونج نورِ نبوت کی شکل میں پوری دنیا کو منور کر رہی ہے، مفتی امداد الحق بختیار قاسمی کی رقت انگیز دعا پر جلسہ کا اختتام ہوا۔ نظامت کے فرائض ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی نے ادا کی، مدرسہ کے طلباء و اساتذہ اور عوام کی کثیر تعداد موجود تھی، بالخصوص الحاج رئیس اقبال احمد انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی حیدرآباد، مولانا شریف اللہ خان قاسمی ناظم مدرسہ امداد الاسلام حیدرآباد، حافظ وقاری زبیر احمد صدیقی ناظم مدرسہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم شاہین نگر میں جلسہ تکمیل حفظِ قرآن مجید کے موقع پر ٹرسٹ کے چیرمین و ناظم مدرسہ مولانا مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطاب کرتے ہوئے۔

حیدرآباد، مولانا محمد مساعد ہلال احیائی معتمد مدرسہ ہٰذا، مولانا عاقل خان قاسمی، مولانا تنویر احمد، حافظ محمد آفاق، مفتی زاہد ناصری ناظم مدرسہ صفۃ الصحابہ، حافظ شہاب الدین، مشہور اسکالر محسن خان، محمد مجاہد ہلال اعظمی، مولانا محمد بُشیر معروفی قاسمی، حافظ محمد وقار حسامی، حافظ محمد رحمت اللہ سراجی، حافظ محمد فوزان نجمی، محمد مصادق ہلال، جناب نیاز احمد خان اور دیگر خواتین وحضرات شریک رہے۔ مدرسہ کے ناظم نے خواتین وحضرات اور اپنے تمام معانین کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆

درخت کبھی پھل اور پھل کبھی درخت سے پہچانا جاتا ہے

کتابوں کی رسم اجراء پر تاثرات

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

درخت کبھی پھل اور پھل کبھی درخت سے پہچانا جاتا ہے یہ قول گزشتہ 11 جنوری 2025 کو راقم الحروف کے سامنے ہوا، مفتی محمد فاروق صاحب قاسمی صدر علماء کونسل وجے واڑہ آندھرا پردیش کی دعوت پر پہلی مرتبہ محبوب نگر تلنگانہ میں 11 کتابوں کی رسم رونمائی کی پر کشش، پر مغز محفل میں شرکت ہوئی ان کتابوں کے مولف، مرتب، مترجم نوجوان باصلاحیت عالم مولانا محمد ثناء اللہ خان قاسمی صدر ورلڈ اسلامک ریسرچ اینڈ دعوہ فورم انڈیا ہیں جو ریاست اور ملک کے مشہور عالم دین مولانا امیر اللہ خان قاسمی ناظم جامعہ اسلامیہ سراج العلوم محبوب نگر تلنگانہ کے لائق فرزند ہیں۔ رسم رونمائی میں علماء، ادباء، سیاستداں، اہل علم ودانش اور طلباء کی کثیر تعداد تھی سبھی نے مؤلف کتب کو مبارک باد پیش کی۔

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد مولانا ثناء اللہ خان قاسمی اور ان کے تمام اہل خاندان کو مبارک باد پیش کرتا ہے اور دعا گو ہے تحقیق وتصنیف کا سلسلہ جاری رہے گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین بدلہ دے آمین۔

پروگرام کے اختتام کے بعد مفتی محمد فاروق صاحب قاسمی کے ساتھ، جامعہ، اسکول، کالج نسواں، میڈیا کے آفس وغیرہ کو دیکھنے کا موقع ملا، دل اور واپسی تک اور ابھی بھی مولانا امیر اللہ خان کی خدمات کو ھدیہ تبریک اور سلام پیش کرتا ہے۔ مولانا امیر اللہ خان قاسمی صاحب نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم عالم حافظ مفتی اور عصری علوم سے آراستہ کیا ہے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، آمین۔

DR. S.J HUSSAIN
MD (Unani)
Former director Incharge
Central Research Institute Of Unani Medicine
Govt of India

website: www.unanicentre.com
Email:syedjalilhussain@gmail.com
jaleel_hussain@yahoo.com

Dr. Jaleel's

یونانی سینٹر فار کارڈیک کیر

UNANI CENTER FOR CARDIAC

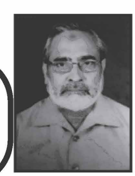

Consultation Time
Morning: 9:00 am to 2:00 pm
(Friday Morning and Sunday Evening Closed)

Cell:
+91 8142258088
+91 7093005707

Adress -: No: 8-1-332/3/B-69, RoadNo 1(A)Arvind Nagar Colony
Tolichowk Hyderabad - 500008 T.S India

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ، حیدرآباد

SHIBLI INTERNATIONAL
EDUCATIONAL & CHARITABLE TRUST

Regd. No. 180/2016

مدرسہ و مسجد کے تعاون کی اپیل

حدیث نبوی ﷺ ہے خَیرُکُم مَن تَعَلَّمَ القُرآنَ وَعَلَّمَہ ۔تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔اس حدیث سے علم اور قرآن علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اسی علم کی نشر واشاعت کے لئے **مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم** ۱۵ر جنوری ۲۰۱۷ء کو قائم کیا گیا تاکہ امت مسلمہ کے نونہالان زیور علم سے آراستہ ہوں اور ملک وملت کی خدمت میں وقف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔آمین یارب العلمین۔

مدرسہ ہذا کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔جملہ اخراجات کی ادائیگی اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہوتی ہے۔

الحمدللہ مدرسہ میں تعمیری کام بھی جاری ہے،اس وجہ سے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ مدرسہ کا نقد یا اشیاء کے ذریعہ تعاون فرما کر یا کسی طالب علم کی کفالت لیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔نوازش ہوگی۔

مسجد الٰہی

زیر انتظام شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد کا تعمیری کام جاری ہے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ ایک مخیرّہ خاتون نے 126 گز اراضی ٹرسٹ ہذا کو مسجد کے لئے وقف کیا ہے، اللہ تعالیٰ مخیرّہ کو دونوں جہاں میں بہترین بدلہ دے، آمین۔ مسجدِ الٰہی کی زمین مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادیٔ عمر شاہین نگر حیدرآباد کا (اقامتی وغیر اقامتی) ادارہ ہے، جو شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیر انتظام 2017 سے خدمات انجام دے رہا ہے، بالکل اسی سے متصل ہے۔مدرسہ ہذا اور بستی کے لئے مسجد ناگزیر ہے، اس وجہ سے آپ تمام حضرات سے گزارش کی جاتی ہے کہ مسجد ہذا کے تعمیری کام میں نقد یا اشیاء کے ذریعہ معائنہ کر کے حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

جزاک اللہ خیرًا احسن الجزاء۔

Bank Name : IDBI   A/c Number : 1327104000065876

A/c Name : SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST

IFSC Code : IBKL0001327. Branch: Charminar

G Pay & Phone Pay : 8317692718, WhatsApp: 9392533661

العارض: حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ، بانی وناظم مدرسہ ہذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad

January 2025 جنوری

RNI: TELURD/2018/77022
ISSN: 2581-9216
Rs. 20/-

ABDUL WAHED
PROPRIETOR
Cell: 98480 36940

For Orders : 90302 02018
86396 32178
89197 03547

KGN XLNT TEA
Rich Aroma, Refreshing Taste
•PREMIUM QUALITY TEA

KGN
TEA SALES

UMBRELLA BRAND TEA
Rich Aroma, Refreshing Taste
•GOLDEN QUALITY TEA

WHOLESALE & RETAIL TEA MERCHANT

S.No.: 22-1-114, Jambagh, Kali Khabar Main Road, Dar-ul-shifa, Hyderabad - 500 024, TS
Off.: 5-3-989, 104, First Floor, Sherza Estates, N.S. Road, M.J. Market, Hyderabad - 500 095
email: kgnteasales@gmail.com

Editor, Printer, Published & Owned by Mohd. Muhamid Hilal
Printed at Daira Electric Press, #22-8-143, Chatta Bazar, Hyderabad. 500 002.
Published at #17-3-352, B1, 2nd Floor, Bafana Complex, Dabeerpura, Hyderabad - 23, T.S
Cell: 9392533661, 8317692718, Email: muhamidhilal@gmail.com